جلد ۱	۷ ماہ ہجرت ۱۳۳۱ھش - بمطابق - ۷ ماہ مئی ۱۹۵۲ء عیسوی	نمبر ۹

اُردو زبان!

چاہیئے تو یہ تھا کہ ملکی حکومت ملکی زبانوں کی ترقی و ترویج کیلئے غیر ملکی حکومت سے بھی زیادہ جد و جہد اور تگ و دو کرتی۔ بالخصوص ایک ایسی ملکی زبان کے لئے جو ہندوستان کی تمام بڑی بڑی قوموں کا مشترک سرمایہ ہے۔ اور مختلف تہذیبوں کے امتزاج سے وجود میں آئی ہے یعنی اردو۔ لیکن افسوس ہے کہ اردو زبان جس کا وطن اور سرچشمہ دہلی اور یو۔پی کا علاقہ ہے۔ اور جو ہندوستان (حتی کہ دہند) سے باہر کہیں بھی ملکی زبان کے طور پر رائج نہیں۔ اس کو خود اپنے وطن یو۔پی میں حکومت کی طرف سے علاقائی زبان تسلیم کرنے میں تامل کیا جا رہا ہے۔ انگریزی اور دوسری غیر ملکی زبانوں کو یا ان کے الفاظ کو تو برداشت کیا جاتا ہے لیکن اردو کی ترویج اور ترقی کی راہ میں سنگ گراں حائل ہیں۔ آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان اس حقیقت پر متعدد بار روشنی ڈال چکے ہیں کہ اردو کسی غیر ملک کی زبان نہیں بلکہ ہمارے اپنے ملک کی زبان ہے۔ اور ہم ہرگز اسبات کیلئے تیار نہیں کہ اس کو بطور تحفہ پاکستان کے حوالہ کر دیں۔ لیکن باوجود اس قسم کے تاکیدی [بیانات] کے حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

تمام یو۔پی۔ دہلی اور بہار کے علاقوں میں عام بول چال کی زبان یہی اُردو ہے۔ جہانتک اس زبان کے اجزائے ترکیبی کا تعلق ہے۔ اسکے الفاظ کی نمایاں اکثریت ہندوستانی ہندی زبانوں سے اخذ کی گئی ہے۔ عربی و فارسی کے الفاظ کا ذخیرہ اسمیں بہت تھوڑا ہے۔ لیکن باوجود اسکے اس کے ساتھ غیر ملکیوں کا سا سلوک کیا جا رہا ہے۔ اگر اردو کی خدمت کرنے والوں کو دیکھا جائے تو مسلمانوں کے دوش بدوش ہندو بھی نظر آتے ہیں۔ کیا ہم ان خدمات کو نظر انداز کر سکتے ہیں جو منشی پریم چند، رتن ناتھ سرشار، منشی دیا نرائن نگم، مطبع نول کشور لکھنؤ۔ اخبار عام لاہور۔ لالہ سری رام مصنف خمخانہ جاوید، رام بابو سکسینہ مصنف "تاریخ ادب اردو"، سر تیج بہادر سپرو اور سردار جگت سنگھ ایڈیٹر رہنمائے تعلیم دہلی نے اس پاکیزہ اور مقبول عام اور کثیر الاستعمال زبان کی کی ہیں۔

یہی نہیں بلکہ اب بھی جبکہ یو۔پی میں بہت سے ارباب حکومت اردو زبان کو مٹانے کے درپے ہیں اس زبان کی مقبولیت نمایاں اور ظاہر ہے۔ گذشتہ انتخابات میں جب امیدواروں کو عوام تک رسائی حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔ تو اسی زبان کو پراپیگنڈا کا ذریعہ بنایا گیا۔ اور یو۔پی کے ہر شہر اور گاؤں میں اردو زبان میں کثرت سے اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ تقریروں میں بھی اس زبان کو خیالات کے ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی حال پنجاب اور بہار کا ہے۔ خود پنڈت جواہر لال صاحب نے لدھیانہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں پر گورمکھی اور ہندی کا جھگڑا چل رہا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ یہ جھگڑا سب کا سب اردو زبان میں ہوتا ہے۔

یہ بات حیرت انگیز اور خوشکن ہے کہ باوجود اردو زبان کو مٹانے کی کوششوں کے ابھی تک اسکے رواج میں اسکے معاندین کی خواہش کے مطابق کمی نہیں ہوئی۔ چنانچہ یو۔پی کے اخبارات اور رسائل کے متعلق جو تازہ اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں ان میں انگریزی اور ہندی اخبارات اور رسائل کی مجموعی تعداد سے کہیں زیادہ اردو اخبارات اور رسائل کی تعداد ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

(۱) انگریزی رسائل و اخبارات کی تعداد	=	۶۴
(۲) ہندی " "	=	۵۴
(۳) اردو " "	=	۱۴۲

(بحوالہ اخبار تیج)

بیشک اردو کی حفاظت اور ترقی کیلئے جد و جہد کرنا ملک کے ہر بہی خواہ اور تہذیب و تعلیم کے دلدادہ کیلئے ضروری ہے لیکن احمدیہ جماعت کیلئے مذہبی اور روحانی اعتبار سے بھی اس زبان کی خدمت اور اسکی حفاظت کے لئے کوشش کرنا ضروری اور لابدی ہے۔ کیونکہ موجودہ زمانہ کے ماموراور مرسل اور موعود اقوام عالم سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی اکثر تصانیف اور تقاریر اسی زبان میں فرمائیں۔ اور سلسلہ احمدیہ کا تمام بنیادی لٹریچر اسی زبان میں محفوظ ہے۔ اور مرکز سلسلہ قادیان اور ربوہ کے سب ادارے بھی اردو میں کام کرتے ہیں۔ گویا ہماری جماعتی زبان اردو ہے۔ لہذا جملہ احباب جماعت کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اردو زبان کی ترویج و ترقی کے لئے ہر طرح کوشاں رہیں۔ تاکہ ان کے لئے دینی اور روحانی فوائد کو حاصل کرنے میں کوئی دقت اور روک پیدا نہ ہو۔ غیر ممالک کے احمدی جو اردو زبان سے بالکل نا آشنا ہیں۔ بڑے شوق سے اس زبان کو سیکھ رہے ہیں۔ اور یہ زبان دن بدن اکناف عالم میں احمدیت کے ذریعہ پھیل رہی ہے۔ پس کیا یہ افسوس کا مقام نہیں کہ ہم ہندوستانی احمدی اس زبان سے محروم ہوں حالانکہ یہ ہماری اپنی ملکی۔ مذہبی اور قومی زبان ہے۔

قادیان مورخہ ۴ اپریل سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع ربوہ سے موصول نہیں ہوئی۔ اخبار الفضل میں جو ۲۶ ماہ اپریل کی آخری اطلاع حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق شائع ہوئی ہے۔ وہ درج ذیل ہے:- "سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت گذشتہ دو روز سے کمر اور ٹانگ میں درد کے باعث ناساز تھی۔ اب درد میں پہلے سے افاقہ ہے لیکن نزلہ کی شکایت ہو گئی ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔"

بھائی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر دار المسیح قادیان سے شائع کیا۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات پر تعزیت کے پیغامات

شموگہ:- مکرم بی محمد احمد صاحب مالا باری حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے جنازہ غائب پڑھنے اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کرنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ نیز تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا ہماری روحانی والدہ تھیں اور اللہ تعالیٰ کی ایک امانت جو اب ہم سے جدا ہو گئی۔ خدا تعالیٰ اُن کو اپنا قرب عطا فرمائے۔ آمین ❊

بانڈی پورہ کشمیر:- مکرم غلام محمد صاحب احمدی سیکرٹری مال حضرت اماں جان رض کی وفات پر بہت صدمہ ہوا۔ نماز جنازہ غائب ادا کی گئی ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تعزیت نامہ ارسال کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ سب کو صبر دے۔ آمین ❊

یاڑی پورہ کشمیر۔ مکرم غلام محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ یاڑی پورہ تمام جماعت کی طرف سے اس دردناک اطلاع پر اظہار غم کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ام المومنین کا وجود جماعت کے لئے ایک سایہ تھا۔ ان کی بابرکت دعائیں ہر وقت جماعت کی ترقی کے لئے ہوا کرتی تھیں جمعہ کے روز نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔ خدا تعالیٰ حضرت ام المومنین رض کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین ❊

ربوہ۔ صوفی خدابخش صاحب زیروی ایک سابق درویش ہونے کی وجہ سے حضرت ام المومنین کی وفات پر جملہ درویشان سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو حضرت ام المومنین کے پاک نمونہ پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات پر مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا:-

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا ایک ہنگامی اجلاس مورخہ ۲۲ر اپریل بروز منگل احمدیہ ہال میں منعقدہ ہوا جس میں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات پر سخت رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اور دعا کی گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ حضرت ممدوحہ رض کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔ اور جماعت کو اس صدمۂ جانکاہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے دیگر افراد سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ اور اس صدمۂ عظیم میں ان کے ساتھ برابر کی شریک ہے۔

طے پایا کہ اس ریزولیوشن کی نقول سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب۔ حضرت میاں شریف احمد صاحب۔ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔ الفضل لاہور۔ المصلح اور الحکم کراچی۔ بدر اور درویش قادیان کو بھجوائی جائیں۔

خاکسار عبدالوہاب جنرل سیکرٹری مجلس کراچی

متفرق تعزیتی پیغامات

جناب موسیٰ نائف صاحب جبل الکرمل حیفا (اسرائیل) سے تحریر کرتے ہیں کہ ہمیں بذریعہ تار حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات کی اطلاع ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ آپکو اور ہم کو اس صدمہ عظیم پر صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالخصوص حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب و حضرت مرزا شریف احمد صاحب، حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی خدمت میں خاص طور سے اظہار ہمدردی اور تعزیت کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سب پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور انکو ہمارے لئے صحت و سلامتی سے تا دیر سلامت رکھے۔

جناب پروفیسر سید اختر احمد صاحب اورینوی پٹنہ سے حضرت اماں جان کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اور اطلاع دیتے ہیں کہ جنازہ غائب پڑھا گیا۔

محترمہ بیگم صاحبہ نواب زادہ مسعود احمد خاں صاحب تحریر فرماتی ہیں کہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات پر جن احباب نے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے دیگر افراد کو اظہار تعزیت کے خطوط تحریر کئے ہیں ان کا شکریہ ادا کرتی ہیں اور اُن کے حق میں دعا فرماتی ہیں۔

قادیان اور ماہ رمضان المبارک کے ایام

احباب کرام کو معلوم ہوگا کہ ماہ رمضان کے مبارک ایام میں احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں قادیان میں تشریف لاکر اپنی روحانی پیاس بجھاتے اور علمی فوائد حاصل کرتے تھے۔ پہلے تو یہ سلسلہ بند رہا۔ مگر اب حالات درست ہو گئے ہیں۔ اور ہندوستان کے ہر حصہ سے قادیان کا سفر بسہولت اختیار کیا جا سکتا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۰ء پر جو پیغام ارسال فرمایا تو اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"جلسہ سالانہ میں تو اب آپ لوگ آنے شروع ہو ہی گئے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ بھی قادیان آتے رہیں۔ تا مرکز سے آپ کے تعلقات زیادہ سے زیادہ مضبوط ہوں اور آپ لوگوں کے آنے سے مرکز والوں کا حوصلہ بلند رہے۔ اور مرکز کے لوگوں کے ساتھ ملنے سے آپ کے ایمان میں تازگی ہو۔"

اسی طرح سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بمبئی کے لئے جو پیغام بھجوایا اس میں بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:-

"اپنے مرکز کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرو۔ اور ایسا کبھی نہ ہونے دو کہ تمہیں قادیان آنے کی فرصت حاصل ہو اور تم اس سے فائدہ نہ اُٹھاؤ۔"

اس لئے احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ امسال ماہ رمضان میں جو ۲۶ر مئی کو شروع ہو رہا ہے قادیان کی بستی میں جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے لئے خاص طور پر بابرکت کیا ہے آئیں اور فائدہ اُٹھائیں۔ ان دنوں میں سارے قرآن مجید کا درس اور حدیث شریف اور کتب سلسلہ کا درس ہوگا۔ علاوہ ازیں احباب کو قادیان کی مقدس سرزمین میں باجماعت تراویح باجماعت نوافل مسجد مبارک۔ مسجد اقصےٰ۔ بیت الدعا اور بہشتی مقبرہ میں دعائیں۔ اعتکاف نیز عید سعید پڑھنے کا موقع بھی مل سکے گا۔ اگر دوست کافی تعداد میں تشریف لا سکے تو ان کی تعلیمی ترقی کے لئے مزید پروگرام بھی بنایا جا سکے گا۔

فقط والسلام۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

حضرت میاں عبداللہ خانصاحب افغان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا ایک مکتوب

مکرمی محترمی مولوی صاحب امیر قادیان۔

السلام علیکم۔ میاں عبداللہ خاں صاحب پٹھان کی وفات کی خبر پہنچی انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم بہت مخلص احمدی اور صحابی ابن صحابی تھا۔ پہلے خوست سے قادیان ہجرت کر کے مہاجر بنا اور پھر قادیان میں ملکی تقسیم کے بعد مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے ٹھہر کر اور ہجرت سے رک کر انصار بھی بن گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے فضل و رحمت کے سایہ میں جگہ دیوے۔ مرحوم کے چچا مولوی عبدالستار صاحب بہت نیک اور صاحب رؤیا و کشوف بزرگ تھے۔ اور بزرگ صاحب کہلاتے تھے۔"

سیٹھ محمد عبدالحی صاحب یادگیر سے حضرت اماں جان کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خاص طور پر خاندان نبوت اور جماعت کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مکرم مولوی عبدالمطلب صاحب سب بنگالی لکھتے ہیں کہ حضرت اماں جان رض کی وفات پر جنازہ غائب پڑھا گیا۔ اور ایک جلسہ منعقد کر کے حضرت ممدوحہ کے مناقب اور سیرت بیان کئے گئے۔

جناب مولوی عبدالواحد صاحب امیر جماعت ہائے کشمیر اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔ آسنور میں جماعت ہائے کوریل۔ ریوتن۔ مانجی پورہ کے احمدی اکٹھے ہو کر پڑھا۔ بعض دیگر جگہوں میں بھی جنازہ ادا کیا گیا جس میں مستورات بھی شریک ہوئیں۔

مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی اطلاع دیتے ہیں کہ ان کو مع دوسرے مبلغین کے بنگلور میں حضرت اماں جان رض کی وفات کی خبر مل گئی۔ جنازہ غائب حیدر آباد میں بعد نماز جمعہ ہوگا۔

اشکبار آنکھوں، محزون قلوب اور دردمندانہ دعاؤں کے درمیان

سیدۃ النساء حضرت اُم المومنین نوّر اللہ مرقدھا کا جسدِ اطہر سپردِ خاک کر دیا گیا

ملک کے طول و عرض سے آئے ہوئے ہزارہا احباب نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

ربوہ ۲۲ر اپریل آج صبح آٹھ بجکر ۲۲ منٹ پر کم و بیش چھ سات ہزار مومنین نے اشکبار آنکھوں، محزون قلوب اور اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی رقت اور سوز و گداز سے معمور دعاؤں کے ساتھ سیدۃ النساء حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسدِ اطہر کو سپردِ خاک کر دیا۔ اور اس طرح اس مقدس وجود کا اس دنیائے فانی سے آخری تعلق بھی منقطع ہو گیا۔ جس کی خود اللہ تعالیٰ نے عرش پر تعریف فرمائی۔ اور جو اس زمانہ کے عظیم الشان مامور سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت میں داخل ہو کر حضور ہی کی ذات بابرکات کا ایک حصہ بن چکا تھا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

جنازہ اُٹھانے کا منظر

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ اندرون خانہ سے اُٹھا کر چھ بجکر ایک منٹ پر تابوت میں باہر لایا گیا۔ اس وقت خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نونہال اسے اٹھائے ہوئے تھے۔ تابوت کو ایک چارپائی پر رکھ دیا گیا جس کے دونوں طرف لمبے بانس اس غرض سے بندھے ہوئے تھے تاکہ ایک وقت میں زیادہ دوست کندھا دینے کی سعادت حاصل کر سکیں۔ اس وقت تک ملک کے کونے کونے سے ہزاروں مرد و زن پہنچ چکے تھے۔ جو اپنی مادرِ مشفق کے لئے سوز و گداز سے دعائیں کرنے میں مصروف تھے۔ چھ بجکر پانچ منٹ پر جنازہ اُٹھایا گیا جب کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعدد دیگر افراد جنازے کو کندھا دے رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی دعائیں بعض اوقات خاموشی کے ساتھ اور بعض اوقات کسی قدر بلند آواز سے دہرا رہے تھے۔

باری باری کندھا دینے کا انتظام

چونکہ احباب بہت بڑی تعداد میں آ چکے تھے اور ہر دوست کندھا دینے کی سعادت حاصل کرنے کا متمنی تھا اس لئے رستے میں یہ انتظام کیا گیا۔ کہ اعلان کر کے باری باری مختلف دوستوں کو کندھا دینے کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ صحابہ کرام۔ امرائے صوبجات اضلاع یا اُن کے نمائندگان۔ بیرونی ممالک کے مبلغین غیر ملکی طلباء۔ کارکنان صدر انجمن احمدیہ۔ تحریک جدید۔ مدارس مجالس خدام الاحمدیہ۔ انصار اللہ کے نمائندگان اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کے علاوہ مختلف مقامات کی جماعتوں نے بھی وقفے وقفے سے جنازہ کو کندھا دینے کی سعادت حاصل کی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض افراد نے شروع سے آخر تک کندھا دیئے رکھا۔

نمازِ جنازہ۔ رقت کا ایک خاص عالم

چھ بجکر چھبیس منٹ پر تابوت جنازہ گاہ میں پہنچ گیا۔ جو موصیوں کے قبرستان کے ایک حصہ میں مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر کی مساعی سے قبلہ رُخ خطوط لگا کر تیار کی گئی تھی۔ صفوں کی درستی اور گنتی کے بعد سات بج کر پانچ منٹ پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازِ جنازہ شروع فرمائی۔ جو سات بجکر سترہ منٹ تک جاری رہی۔ نماز میں رقت کا ایک ایسا عالم طاری تھا۔ جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

نمازِ جنازہ کے بعد تابوت مجوزہ قبر کی طرف لے جایا گیا۔ جہاں حضرت اماں جان کو امانتاً دفن کرنا تھا۔ قبر کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منشاء کے ماتحت قبرستان موصیان ربوہ کا ایک قطعہ مخصوص کر دیا گیا تھا۔ ہجوم بہت زیادہ تھا اس لئے نظم و ضبط کی خاطر مجوزہ قبر کے اردگرد ایک بڑا حلقہ قائم کر دیا گیا۔ جس میں جماعت کے مختلف طبقوں کے نمائندگان کو بلا لیا گیا۔ چنانچہ صحابہ کرام مختلف علاقوں کے امراء۔ افسران صیغہ جات۔ بیرونی مبلغین۔ غیر ملکی طلباء اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کو اس حلقہ میں بلا کر شمولیت کا موقع دیا گیا۔

پونے آٹھ بجے تابوت کو قبر میں اتار اگیا۔ اس وقت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام حاضر الوقت اصحاب نہایت رقت اور سوز و گداز کے ساتھ دعاؤں میں مصروف تھے۔ رقت کا یہ سماں اپنے اندر ایک خاص روحانی کیفیت رکھتا تھا۔

تابوت پر چھت ڈالنے کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۸ بجکر ۲۲ منٹ پر قبر پر اپنے دستِ مبارک سے مٹی ڈالی۔ جس کی تمام احباب نے اتباع کی۔ جب قبر تیار ہو گئی۔ تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پھر مسنون طریق پر مختصر دعا فرمائی۔ اور اس طرح سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے جسدِ اطہر کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

تجہیز و تکفین

کفن کے لئے ایک تھان حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا اپنے ہمراہ قادیان سے لائی ہوئی تھیں۔ اور اکثر فرمایا کرتی تھیں۔ کہ میں نے یہ اپنے کفن کے لئے رکھا ہوا ہے۔ اس تھان کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ململ کا مستعمل کرتہ بھی رکھا ہوا تھا۔ کہ یہ کفن کے ساتھ ان کو پہنایا جائے۔ چنانچہ غسل کے بعد پہلے کرتہ پہنایا گیا۔ اور اس پر کفن پہنایا گیا۔

جنازہ میں شرکت کرنیوالوں کی تعداد

جنازہ میں شرکت کرنے والے احباب کا اندازہ چھ اور سات ہزار کا ہے۔ جو پاکستان کے ہر علاقہ اور ہر گوشہ سے آئے ہوئے تھے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی وفات کے معاً بعد بذریعہ ایکسپریس تار خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کو اور جملہ جماعت ہائے احمدیہ کے امراء کو اس سانحہ کی اطلاع بھجوا دی گئی تھی۔ اور جماعت کے اخلاص کے پیشِ نظر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جنازہ ۲۲ر اپریل کی صبح کو ہو۔ تاکہ دوست زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو سکیں چنانچہ ۲۲ کی صبح تک ہر علاقہ سے ہزاروں کی تعداد میں احمدی مرد و زن ربوہ میں پہنچ چکے تھے۔ پشاور سے لے کر کراچی تک کی جماعتوں کے نمائندے موجود تھے ۲۱ر اپریل کی شام کو جب حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کا موقع مستورات کو دیا گیا۔ تو قریباً ڈیڑھ ہزار مستورات نے زیارت کا شرف حاصل کیا۔ اور ابھی ایک بڑی تعداد باقی رہتی تھی نمازِ جنازہ کے وقت احباب کی ۲۵ لائنیں تھیں اور ہر لائن میں کم و بیش اڑھائی صد بلکہ اس سے بھی زیادہ آدمی کھڑے تھے۔ بعض مستورات بھی اپنے شوق سے از راہ اخلاص میں جنازہ گاہ تک پہنچ کر شریک نماز ہوئیں۔

تجہیز و تکفین اور نمازِ جنازہ میں شامل ہونے والوں میں پندرہ سولہ غیر ملکی طلباء بھی تھے۔ جو دنیا کے مختلف حصوں سے دین سیکھنے اور خدمتِ دین میں اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے ربوہ آئے ہوئے ہیں۔ ان غیر ملکی طلباء میں چین۔ جاوا۔ سماٹرا۔ ملایا۔ برما۔ شام۔ مصر۔ سوڈان۔ حبشہ۔ مغربی افریقہ جرمنی۔ انگلستان اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے طلباء شامل تھے۔

علالت کے آخری ایام

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے ذریعہ جن حالات کا علم ہوا ہے ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ام المومنین قریباً دو ماہ سے بیمار تھیں۔

ڈاکٹری تشخیص کے مطابق گردوں کے فعل میں نقص پیدا ہو جانے سے بیماری کا آغاز ہوا۔ اور پھر اس کا اثر دل پر اور تنفس پر پڑنا شروع ہوا۔ بیماری کے حملے وقتاً فوقتاً بڑی شدت اختیار کرتے رہے۔ لیکن آپ نے ان تمام شدید حملوں میں نہ صرف کافی صبر و شکر کا نمونہ دکھایا۔ بلکہ بیماری کا بھی نہایت ہمت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس عرصہ میں لاہور سے علی الترتیب ڈاکٹر کرنل ضیاء اللہ صاحب۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب بلوچ اور ڈاکٹر محمد یوسف صاحب علاج کے لئے بلائے جاتے رہے۔ ان کے ساتھ ساتھ مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب بھی ہوتے تھے۔ لیکن وقتی افاقہ کے سوا بیماری میں کوئی تخفیف کی صورت پیدا نہ ہوئی۔ اس کے بعد حکیم محمد حسن صاحب قرشی کو بھی بلا کر دکھایا گیا۔ جن کے ساتھ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ بھی تھے۔ لیکن اُن کے علاج سے بھی کوئی تخفیف کی صورت پیدا نہ ہوئی۔ مقامی طور پر صاحبزادہ ڈاکٹر منور احمد صاحب بھی حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا کے معالج تھے۔ جن کے ساتھ بعد میں مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بھی شامل ہو گئے۔ اور چند دن کے بعد درمیان میں ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے بھی علاج میں حصہ لیا۔ انتظامی سہولت اور نگرانی کے لئے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مستورات اور بچوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ جو نہایت تندہی کے ساتھ خدمت میں لگے رہے۔

بالآخر ۲۰ر اپریل ۱۹۵۲ء کی صبح کو ساڑھے تین بجے کے قریب دل میں ضعف کے آثار پیدا ہوئے جو فوری علاج کے نتیجہ میں کسی قدر کم ہو گئے۔ مگر دن بھر دل کی کمزوری کے حملے ہوتے رہے۔ اس عرصہ میں حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا کے ہوش و حواس خدا کے فضل سے اچھی طرح قائم رہے۔ صرف کبھی کبھی عارضی غفلت سی آتی تھی جو جلد دور ہو جاتی تھی۔ جس تاریخ کی شب کو پونے ۹ بجے حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا نے دل میں زیادہ تکلیف محسوس کی۔ اور اس کے ساتھ ہی تنفس بگڑنا شروع ہو گیا۔ اور نبض کمزور ہونے لگی۔ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے خود ہی ٹیکے وغیرہ لگائے۔ مگر کوئی افاقہ کی صورت پیدا نہ ہوئی۔ اس وقت حضرت اماں جانؓ نے خود اپنی زبان سے فرمایا۔ کہ قرآن شریف پڑھو۔ چنانچہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے چھوٹے صاحبزادے میر محمود احمد صاحب نے قرآن شریف پڑھ کر سنایا۔ اس وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا۔ دعا کریں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے بعض قرآنی دعائیں کسی قدر اونچی آواز سے پڑھیں۔ اور دیر تک پڑھتے رہے۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خود حضرت اماں جان نور اللہ مرقدہا بھی دعا میں مصروف ہیں۔ آپ کی نبض اس وقت بے حد کمزور ہو چکی تھی بلکہ اکثر اوقات محسوس تک نہ ہوتی تھی۔ لیکن ہوش و حواس بدستور قائم تھے۔ اور کبھی کبھی آنکھیں کھول کر اپنے ارد گرد نظر ڈالتی تھیں۔ اور آنکھوں میں شناخت کے آثار بھی واضح طور پر موجود تھے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے تھوڑے عرصہ کے لئے ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت باہر تشریف لے جانے پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ حضرت اماں جان رضؓ کے سامنے بیٹھ کر دعائیں کرتے رہے۔ اس وقت بھی حضرت اماں جان رضؓ آنکھ کھول کر دیکھتی تھیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دعا میں مصروف ہیں۔ دیگر عزیز بھی چارپائی کے ارد گرد موجود تھے۔ اور اپنے اپنے رنگ میں دعائیں کرتے اور حسب ضرورت خدمت بجا لاتے تھے۔

سوا گیارہ بجے شب کے بعد حضرت ام المومنین رضؓ نے اشارۃً کروٹ بدلنے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ لیکن کروٹ بدلتے ہی نبض کی حالت اور زیادہ گر گئی۔ اور چند منٹ کے بعد تنفس زیادہ کمزور ہونا شروع ہو گیا۔

بالآخر ساڑھے گیارہ بجے شب حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا کی روح اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور پہنچ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

وفات کے وقت حضرت ام المومنین رضؓ کی اولاد میں سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ آپ کے پاس موجود تھے۔ البتہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اس وقت موجود نہ تھے۔ آپ چند دن قبل ربوہ آکر لاہور واپس تشریف لے گئے تھے۔ اور وفات کی خبر پانے کے بعد ربوہ پہنچے۔

عمر اور دیگر کوائف

وفات کے وقت حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا کی عمر پچاسی اور چھیاسی سال کے درمیان تھی۔ آپ دہلی کے ایک مشہور سید خاندان سے تعلق رکھتی تھیں جس کا سلسلہ حضرت خواجہ میر درد سے ملتا ہے۔ آپ کی شادی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔ جس وقت کہ آپ کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جو ۱۹۰۸ء میں ہوا چوالیس سال زندہ رہیں۔ اور اپنی تمام زندگی میں کامل تقویٰ۔ طہارت۔ صبر و رضا اور توکل الی اللہ کا نمونہ دکھایا۔ بیماری کے ایام میں بھی جبکہ بیماری کے سخت سے سخت حملے ہوتے رہے دریافت کرنے پر آپ ہمیشہ یہی فرماتی رہیں کہ طبیعت اچھی ہے اور کبھی کوئی کلمہ بے صبری کا زبان پر نہیں لائے۔ بلکہ نہایت ہمت اور صبر کے ساتھ بیماری کے ایام گذارے۔

ہمدردی کے پیغامات

پاکستان اور ہندوستان کے مختلف مقامات سے ہمدردی کی سینکڑوں تاریں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ناظر صاحب اعلیٰ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد کے نام پہنچ چکی ہیں اور پہنچ رہی ہیں۔ تاروں کا رش دیکھ کر محکمہ تار نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بیماری کے ایام سے ہی ایک سگنیلر عارضی طور پر ربوہ میں زیادہ کر دیا تھا۔ لیکن دو سگنیلروں کے باوجود تاروں کی اتنی کثرت ہے کہ وہ ۱۰۰ سے بمشکل سنبھال سکتے ہیں۔

ہمدردی کے اظہار کے لئے بعض غیر احمدی معززین بھی باہر سے تشریف لائے ہیں۔

غیر مبائع اصحاب میں سے مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب لاہور سے اور مکرم مولوی عبید اللہ جان صاحب پشاور سے تشریف لائے۔ (الفضل)

چندہ مساجد ہالینڈ و امریکہ

کے متعلق

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی نئی سکیم کا اعلان

مساجد ہالینڈ و امریکہ کی تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک ابتداء ۱۹۵۰ء سے جاری ہے مگر ان مدات میں وصولی چندہ کی رفتار سے ظاہر ہے۔ کہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان نے انکی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ امسال مجلس مشاورت کے موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیرونی ممالک میں مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں جماعتوں کو خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"مجھے افسوس ہے کہ جماعت نے اس تحریک کی طرف بہت کم توجہ دی ہے۔ حالانکہ اگر شادی بیاہ پر بچوں کی ولادت پر یا ملازم ہونے اور سالانہ ترقی کے مواقعہ پر ہی دوست بطور شکرانہ اس مد میں کچھ چندہ دے دیا کریں۔ تو کافی رقم جمع ہو سکتی ہے اور کوئی خاص بوجھ بھی محسوس نہیں ہو سکتا۔" (الفضل ۱۷ر اپریل ۱۹۵۲ء)

نیز حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ مختلف طبقوں کے لئے چندہ مساجد کی تعیین کرتے ہوئے جس سکیم کا اعلان فرمایا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ وہ حضور کے ارشاد کی روشنی میں آئندہ اس کے مطابق چندہ مساجد کی رقوم بھجوانے رہیں۔

۱۔ دوستوں کو خوشی کی مختلف تقاریب مثلاً نکاح پر شادی پر بیٹے کی پیدائش پر یا امتحان کے پاس ہو جانے پر خانہ خدا کی تعمیر کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور دیتے رہنا چاہیئے۔

۲۔ ملازمین۔ تاجران۔ وکلاء اور زمیندار احباب سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل مطالبات فرمائے ہیں۔

۱۔ ملازمین کو چاہیئے کہ جب وہ پہلی دفعہ ملازم ہوں تو پہلی تنخواہ ملنے پر اس کا دسواں حصہ مسجد فنڈ کیلئے دیا کریں۔ اسی طرح ہر سال جو سالانہ ترقی ملے اس میں سے پہلے مہینہ کی ترقی مسجد فنڈ کے لئے دے دینی چاہیئے۔

۲۔ تھوک فروش ہر مہینے کی پہلی تاریخ کا پہلا سودا خدا تعالیٰ کے نام پر کریں اور اس کا منافع مسجد فنڈ کے لئے دے دیں خوردہ فروش تاجر ہفتے کے دن کے پہلے سودے کا منافع مسجد فنڈ میں دیں۔

۳۔ پیشہ ور مثلاً وکلاء۔ ڈاکٹر۔ کنٹریکٹر وغیرہ بجٹ کے سال کے پہلے مہینے یعنی ماہ مئی کی آمد کا پانچ فی صدی ادا کریں۔ اسی طرح اپنی سابق اوسط آمد کی تعیین کر کے اگلے سال جو زیادتی ہو اس زیادتی کا دسواں حصہ مسجد فنڈ میں ادا کریں۔

۴۔ مستری۔ لوہار۔ مزدور وغیرہ مہینہ کی پہلی تاریخ یا مہینہ کا کوئی اور دن مقرر کر کے اس دن جو مزدوری مل جائے اس کا دسواں حصہ مسجد فنڈ میں ادا کریں۔

۵۔ زمیندار احباب ایک ایکڑ میں سے ایک کرم کے برابر فصل کی قیمت مسجد فنڈ کیلئے دیں یعنی اگر ایک سو روپیہ کی فصل ہو تو اس میں سے آٹھ آنے دیدیں گندم۔ کپاس۔ توریہ۔ کماد وغیرہ ہر فصل پر سوائے چارہ کے اس شرح کے مطابق رقم دی جائے۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

خطبہ جمعہ

پختہ کار اور متقی نمائندے چُننے کیلئے ضروری ہے کہ تم اپنی شخصیت اور انفرادیت کو پختہ کرو

اگر تمہارے نمائندے پختہ کار اور متقی ہوں گے تو وہ صحیح مشورہ دیں گے اور وہ مشورہ پورا بھی ہوگا

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۱ر اپریل ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

مرتبہ:۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

نوٹ:۔ اس سے پہلے کے چار پانچ خطبے چھپنے باقی ہیں وہ بعد میں شائع کئے جائیں گے۔

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ جمعہ کے بعد ہماری مجلس شوریٰ کا اجلاس شروع ہوگا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں شوریٰ جماعت کے نمائندوں کی ایک مجلس ہے جس میں جماعتی معاملات پر عموماً اور سالانہ بجٹ پر خصوصاً بحث کی جاتی ہے۔ اور مشورے لئے جاتے ہیں اور مشورے دیئے جاتے ہیں۔ مال دنیا میں آتے ہی ہیں اور خرچ بھی ہوتے ہیں۔ دنیا میں لوگ مشورے دیتے بھی ہیں اور مشورہ لینے والے مشورہ لیتے بھی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کئی مشورہ لینے والے اور مشورہ دینے والے

صحیح راہ

سے بھٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ کئی روپے کو خود بخود خرچ کرنے والے اپنے خرچ میں زیادہ محتاط ہوتے ہیں۔ لیکن مشورہ لے کر کام کرنے والے یا مشورہ دینے والے بسا اوقات بے احتیاطیاں کر جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو دنیا کی ہر قوم میں پائی جاتی ہے اور ہر زمانہ میں اس کی مثال ملتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت کتنی ہی خوش شکل اور کتنے ہی اعلیٰ اصول پر بنی ہوئی مشین کیوں نہ ہو جب تک پرزے اچھے نہ ہوں مشین کی بناوٹ اور اصول کام نہیں دے سکتے۔ ہمارے ملک میں ایک مشہور مثال ہے کہ سو سیانے اکو مت یعنی اگر سو عقلمند مشورہ دیں گے تو وہ ایک ہی بات کا مشورہ دیں گے کیونکہ حقیقت ایک ہے۔ اور عقل مند حقیقت تک پہنچ جاتا ہے۔ پس چاہے ایک عقل مند ہو۔ دس عقل مند ہوں یا سو عقلمند ہوں وہ

وہ ایک ہی بات کریں گے

اور اس کے مقابلہ میں چاہے سو بیوقوف جمع ہو جائیں ان کی باتیں بیوقوفی پیدا کریں گی۔ تم دس کھوٹے پیسوں سے ایک کھرا پیسہ نہیں بنا سکتے۔ تم دس جھوٹ سے ایک سچ نہیں بنا سکتے اس طرح جب تک کسی قوم کے افراد اپنے اندر صحیح تبدیلی پیدا نہ کریں وہ اپنے اندر سچا تقویٰ نہ پیدا کریں وہ اپنے اندر درمیانہ روش کی روح پیدا نہ کریں وہ اپنے اندر سوچنے اور فکر کرنے کی روح پیدا نہ کریں یا وہ اپنے اندر عقل اور دانائی سے کام لینے کی روح پیدا نہ کریں اس کے نمائندے بھی حقیقت صحیح رستہ اور سچائی سے ایسے ہی دور ہوں گے جیسے اس جماعت کے افراد جس کا کوئی نمائندہ نہیں ہوتا۔ پس یہ جو ہم شورے کرتے ہیں وہ اس غرض کو تو پورا کرتی ہے۔ کہ اگر جماعت کے افراد صحیح ہوں تو

شوریٰ

مفید ہو سکتی ہے۔ لیکن اس غرض کو پورا نہیں کرتی کہ اس کے افراد ٹھیک ہوں۔ افراد کا ٹھیک ہونا ان کے اپنے ارادے اور کوشش کے صحیح ہونے پر مبنی ہے۔ یہ وہ کام ہے جو آپ لوگ کر سکتے ہیں۔ کوئی نمائندہ نہیں کر سکتا۔ دل کی اصلاح کے لئے انسان کی اپنی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اگر تم ٹھیک ہو جاؤ تو تمہاری شوریٰ اور مشورے بھی ٹھیک ہو جائیں۔ اور بہتر صحیح مشورے پورے بھی ہو جائیں۔ کیونکہ اگر تم صحیح ہوگے تو تم اپنے مشوروں کو پورا کرنے کی کوشش کروگے۔ لیکن اگر افراد صحیح نہیں تو نمائندے چونکہ انہی میں سے ہوں گے۔ اور وہ ٹھیک نہیں ہوں گے۔ اس لئے جب نمائندہ عقل و خرد۔ تقویٰ اور میانہ روی سے عاری ہو تو اس کا مشورہ بھی ٹھیک نہیں ہوگا اور اگر اتفاقاً کوئی مشورہ ٹھیک بھی ہو تو اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر تمہاری اصلاح نہیں ہوگی تو تمہارا سارا وقت خراب ہوگا اور اگر نمائندے

غلط مشورہ

دیں گے تو اس پر عمل بھی نہیں ہوگا۔ یہ ساری کی ساری فرد کے ذہن میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام انفرادیت پر خاص زور دیتا ہے۔ کیپٹل ازم اور کمیونزم میں جو ٹکراؤ ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ انفرادیت اور اجتماعیت میں توازن قائم نہیں رکھا جاتا۔ اسلام انفرادیت کو اس نقطۂ نگاہ سے نہیں لیتا جس نقطۂ نگاہ سے اسے کیپٹل ازم لیتی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ جو قوم انفرادیت کو مار دیتی ہے اس میں ترقی کی روح باقی نہیں رہتی اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ تم ایک پہیے کو دھکا دیتے ہو تو وہ کچھ دور چلا جاتا ہے۔ لیکن یہ ایک وقت تک ہوتا ہے۔ ہر ایک شخص جب پہیے کو دھکا دے گا تو وہ سیدھا چل پڑے گا اور کچھ دور تک وہ چلتا جائے گا۔ کیونکہ پہیے میں یہ خاصیت ہے کہ وہ دھکا دینے سے کچھ دور تک چلا جاتا ہے اور دیکھنے والا یہ خیال کر سکتا ہے کہ شاید اس میں روح ہے یا شاید اس میں دماغ ہے لیکن پچاس ساٹھ گز کے بعد وہ گر جائے گا لیکن ایک انسان میلوں پیدل چلے گا اس لئے کہ اس میں

دماغ ہے ارادہ ہے

ایک پہیہ دھکا دینے سے میلوں میل نہیں چلے گا بلکہ کچھ دور جا کر گر جائے گا۔ اس لئے کہ انسان میں انفرادیت پائی جاتی ہے۔ لیکن پہیے میں انفرادیت نہیں پائی جاتی۔ ایک پرزہ کو دھکا دو تو تھوڑی دور جا کر اس کی حرکت ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن چلنے والا انسان پرزہ نہیں ایک مستقل وجود ہے۔ اس کی انفرادیت زندہ ہے اس کے اندر ارادہ اور مقصد پایا جاتا ہے اس لئے وہ اس وقت تک چلتا جائے گا جب تک اس کا مقصد پورا نہ ہو۔ مگر پہیہ ایسا نہیں کرے گا۔ اسلام انفرادیت کو ایک قیمتی وجود قرار دیتا ہے اور اس پر خاص زور دیتا ہے۔ پس تم اپنی

شخصیت اور انفرادیت

کو پختہ کرو۔ اگر تم اجتماعیت کے ساتھ انفرادیت اور شخصیت کی روح کو بیدار کروگے تو تم جن لوگوں کو اپنا نمائندہ چنوگے وہ پختہ کار اور متقی ہوں گے۔ اور اگر نمائندے پختہ کار اور متقی ہوں گے تو جو مشورہ وہ دیں گے وہ صحیح ہوگا اور جو مشورہ وہ دیں گے وہ پورا بھی ہوگا۔ کیونکہ اگر تم پختہ کار اور متقی نمائندے چنوگے تو تم بھی پختہ کار اور سنجیدہ ہوگے اور ان کے مشورہ پر عمل کر کے دکھا دوگے۔ تم اس بات کو صحیح بنا دوگے۔ تمہارا کام صحیح نتائج پیدا کرے اور وہ کام جو خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے اور خدا تعالیٰ نے اسے جاری کیا ہے یا اس نے اسے جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے وہ ہو بھی جائے اور ہمارے ہاتھوں سے بھی ہو جائے۔ (الفضل)

اخبار بدر کے ساتھ تعاون

احباب کرام! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اخبار بدر کا اجراء کیا گیا تھا۔ اور باوجود بہت سی مشکلات کے یہ اخبار احباب تک بروقت پہنچ رہا ہے۔ چونکہ قادیان میں پریس کا انتظام نہیں۔ اس لئے فی الحال اخبار امرتسر سے چھپوانا پڑتا ہے۔ اس لئے پروف دیکھنے میں بعض اغلاط رہ جاتی ہیں امید ہے کہ جلد قادیان میں پریس کا انتظام ہو جائے گا۔ اور اغلاط نہ ہوں گی۔ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ علاوہ خاص دعاؤں سے ہماری امداد کرنے کے اپنے قیمتی مضامین بھی ضرور ارسال فرمائیں۔

ادارہ

دُنیا کا غیر معمولی انسان

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل

(۱)

قل ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔

معزز حضرات و برادران کرام۔

بانیٔ اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پاکر دنیا میں یہ اعلان فرمایا کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ ساری دنیا کی طرف رسول ہو کر آنے کا دعویٰ کوئی معمولی دعویٰ نہیں۔ یہ دعوے اپنی ذات میں بہت بڑا دعویٰ ہے۔ اس دعوے کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ نے دنیا میں یہ اعلان فرمایا کہ ساری دنیا کی اصلاح اور ہدایت کا کام میرے سپرد ہوا ہے۔ اور یہ کہ اس کام کی سرانجام دہی کے لئے مجھے غیر معمولی اعلیٰ تعلیم اور غیر معمولی اعلےٰ اخلاق اور غیر معمولی روحانی طاقتیں اور پھر غیر معمولی نشانات و تائیدات عطا کی گئی ہیں۔ جن کے ذریعہ سے اب ساری دنیا میں میرے ذریعہ سے انقلاب عظیم پیدا ہو گا اور اس کی کایا پلٹ جائے گی۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ کو واقعی غیر معمولی تعلیم دی گئی ہے۔ اور آپ کی ساری زندگی غیر معمولی اعلےٰ اخلاق معجزات الٰہی تائیدات اور تازہ بتازہ نشانات سے ایسی پُر ہے کہ ایک انسان اسے دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتا ہے اور یہ سوچنے لگتا ہے کہ کیا واقعی ایسی اعلےٰ اور غیر معمولی شخصیت کا مالک کوئی انسان دنیا میں گزرا ہے۔

اگر ہمارے غیر مسلم حضرات نیک نیتی کے ساتھ آپ کی سیرت کو سرسری نظر سے بھی دیکھ جائیں تو ان پر یہ حقیقت آسانی سے روز روشن کی طرح واضح ہو جائے اور وہ بھی ایک سچے مسلمان کی طرح آپ کے عاشق و جاں نثار بن جائیں۔ اور یہ چیز ان کے اندر بھی عظیم الشان انقلاب پیدا کرنے کا موجب بن جائے اور وہ بھی آپ کی اتباع کو اپنے لئے سعادت دارین کا موجب سمجھیں۔

قارئین ذرا غور فرمائیں کہ بانیٔ اسلام بالکل اُمّی اور ان پڑھ انسان تھے۔ آپ نے کسی یونیورسٹی کالج یا مدرسہ یا گرجا یا اور کسی چھوٹے یا بڑے ادارے میں تعلیم حاصل نہیں کی تھی کہ آپ ظاہری لحاظ سے کسی بڑی علمی شخصیت کے مالک ہوں نہ آپ کو کبھی علمی مجالس میں بیٹھنے کا موقعہ ملا۔ اس زمانہ میں نہ مکتب نہ ملاں سارے مکہ میں صرف چھ سات آدمی معمولی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ مگر باوجود اس کے آپ تمام انسانی کمالات اور خوبیوں کے جامع تھے۔ آپ نے تمام سیاسی مذہبی رہنماؤں، رشیوں، منیوں، نبیوں اور رسولوں سے بڑھ کر دنیا کی سیاسی۔ مذہبی۔ اخلاقی۔ تعلیمی۔ تمدنی۔ معاشرتی اور اقتصادی اصلاح فرمائی اور دنیا کے اندر ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کیا کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

آپ نے جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش فرمائی باوجود چیلنج کے آج تک کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکا بلکہ آپؐ نے پیشگوئی فرمائی کہ کوئی اس جیسی تعلیم پیش نہیں کر سکے گا۔ آپ کی کتاب آج تک لاجواب پڑی ہے۔ پھر ہر زمانہ میں اس کے لاکھوں حافظ موجود ہوتے ہیں۔ کیا دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود ہے۔ پھر آپ کی تعلیم میں دنیا کی تمام مشکلات کا صحیح حل موجود ہے۔ آپؐ نے زندگی کے ہر شعبہ میں ساری دنیا کے لئے بے نظیر عملی نمونہ پیش فرمایا ہے۔ آپ نے دنیا کے سامنے اخلاقی معجزات اور الٰہی تائیدات پیش کیں۔ جو باتیں آپ نے فرمائیں ان پر خود عمل کر کے دکھایا مگر باوجود ان سب باتوں کے آپ کی مخالفت سب سے زیادہ کی گئی۔ آپ پر سب سے زیادہ ظلم و ستم ڈھایا گیا۔ آپ کو سب سے زیادہ ستایا گیا۔ طرح طرح کے دکھ اور تکالیف کا تختہ مشق بنایا گیا اور آپ کو قتل کرنے کیلئے انتہائی زور لگایا گیا۔ آپ انتہائی بے بسی۔ بیکسی اور کس مپرسی کی حالت میں تھے۔ اور مخالف انتہائی طور پر طاقتور تھے۔ مگر آپ نے کوہ وقار اور استقلال اور مجسم صبر و استقامت بن کر اپنا کام جاری رکھا۔ اور نہایت جرأت دلیری اور بہادری اور مضبوط دل کے ساتھ قوم کے مقابلہ میں کھڑے رہے۔ ان کی شدید ترین مخالفت آپ کے مصمم ارادہ عزم صمیم اور پائے استقلال کو ذرا بھر بھی جنبش نہ دے سکی۔ آپ نے یہ مصائب مکہ میں ہجرت سے قبل تیرہ سال تک متواتر سہے اور اُف تک نہ کی۔ اسی طرح آپ کے متبعین کا حال تھا۔ اُن کو بھیڑ، بکریوں کی طرح کند چھری کے ساتھ ذبح کیا گیا مگر اُنہوں کے ہاتھ تک نہ ہلایا کیا دنیا میں اتنا عرصہ مظالم سہنے کی کسی قوم میں کوئی مثال موجود ہے ہرگز نہیں۔ مگر پھر باوجود اس کے کہ آپ کی قوم آپ کو کسی صورت میں ماننے کے لئے تیار نہ تھی بلکہ آپ کو اور آپ کے مشن اور ماننے والوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے لئے ایڑی چوٹی تک کا زور لگا دیا وہ آپ کی تعلیمات اور اخلاقی معجزات کا شکار ہو گئی اور آپ کی الٰہی تائیدات اور غیر معمولی روحانی طاقتوں کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور آپ کو اپنے مقاصد میں سب سے بڑھ کر کامیابی ہوئی کہ اس کی بھی نظیر نہیں مل سکتی۔

پھر یہ کامیابی بھی اتنے قلیل عرصہ میں حاصل ہوئی کہ اس کی مثال بھی ملنا محال ہے۔ اپنا وطن چھوڑنے کے صرف آٹھ سال بعد آپ نے تمام عرب کو اپنا زیر نگیں کر لیا اور آپ ان تمام شدید ترین دشمنوں پر جنہوں نے آپ کے وطن جائداد عزیز و اقارب چھوڑ دینے کے بعد بھی آپ کو چین سے نہ بیٹھنے دیا اور آپؐ پر یورشیں شروع کر دیں غالب آگئے اور نہ صرف سارے عرب پر بلکہ عرب سے باہر مشرق و مغرب میں لاکھوں کروڑوں دلوں پر اپنا تسلط جما لیا۔ اور اسلامی تعلیمات کی ترقیات اور اخلاقی معجزات اور الٰہی تائیدات کی رَو کے سامنے کوئی قوم نہ ٹھہر سکی۔

جب آپ کو مکہ پر فتح حاصل ہوئی تو وہ ظالم آپؐ کے قبضہ میں آگئے وہ ہر قسم کی سزا کے مستحق تھے مگر کیا آپ نے ان کو کوئی سزا دی۔ کوئی ملامت کی۔ کوئی سرزنش کی۔ کسی کو زبردستی مسلمان بنایا گیا۔ کوئی خونریزی ہوئی۔ کسی سے بدلہ لیا گیا۔ تاریخ میں یہ باب سنہری حروف کے ساتھ لکھا ہوا موجود ہے کہ آپ نے سب کا قصور معاف کر دیا۔ یہ معافی عظیم الشان معافی ہے۔ جس کی نظیر سابقہ امتوں میں تو کجا آج کی بیسویں صدی کی مہذب اقوام میں بھی تلاش کرنا عبث ہے۔ آپ کو حکومت حاصل ہوئی بادشاہت ملی۔ مگر کیا آپ نے مال و دولت سے اپنا گھر بھر لیا۔ نہیں آپ نے فقیری کو حکومت پر ترجیح دی اور فرمایا کہ مجھے حکومت سے کیا غرض میں تو فاقہ مست فقیر ہوں اور اسی پر مجھے فخر ہے۔ کیا دنیا اس کی مثال پیش کر سکتی ہے؟

آپ عرب جیسی سب سے زیادہ گری ہوئی قوم کی طرف آئے۔ اور اُس کی اصلاح کا ذمہ لیا۔ آپ نے ان کو ایسا اُٹھایا کہ ان کو تمام مہذب دنیا کا استاد بنا دیا۔ حالانکہ ان کی طرف کوئی دیکھنا بھی پسند نہ کرتا تھا یہ وہی اُستاد تھے جنہوں نے سینکڑوں سال تک ہندوستان پر حکومت کی کیا اس کی نظیر کہیں اور مل سکتی ہے؟

چونکہ ہادیٔ اسلام کل دنیا اور کل اقوام اور کل زمانوں کی طرف مصلح ہو کر آئے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے اہم کام کی سرانجام دہی کے لئے آپ کو سابقہ مصلحین سے بڑھ کر آپ کے درجہ اور دائرہ عمل کے مطابق ایسی اعلیٰ تعلیمات اور اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ معجزات و دلائل اور اعلیٰ روحانی طاقتوں اور اپنی خاص تائیدات کے ساتھ دنیا میں ہدایت کے لئے بھیجا کہ وہ اپنی آپ نظیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو بلند ہی بے نظیر کامیابی حاصل ہوئی۔ اور آپ نے دنیا کی ایسی کایا پلٹی کہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ دنیا میں حقیقی کامیاب راہنما صرف آپؐ ہیں۔

آپؐ نے تھوڑے عرصہ میں بہت سی اصلاحات فرمائیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔ آپ نے سارے عرب سے جہالت۔ پست اخلاقی۔ رذالت۔ توہم پرستی شراب۔ جوا۔ بت پرستی۔ ڈاکہ زنی۔ جنگ جدال لامذہبیت۔ دہریت۔ ستارہ پرستی۔ لڑکیوں کا زندہ درگور کرنا۔ تعصب۔ ظلم۔ کثرت ازدواج۔ غلامی وغیرہ طرح طرح کی بدعات کا قلع قمع کر دیا اور پھر کسی حکومت کے زور سے نہیں بلکہ محض محبت اور پیار سے اور ان کی جگہ توحید۔ اتحاد۔ علم۔ اعلےٰ اخلاق۔ محبت رواداری۔ مساوات، اخوت۔ مواخات خدا کی عبادت، روحانیت۔ خدا کی معرفت اور امن سے ایسے حالات میں ان کو مالا مال کر دیا۔ جبکہ سارا عرب بالکل وحشیانہ خانہ بدوشی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اور جب وہاں مواصلات۔ میل ملاپ۔ تار۔ ڈاک۔ ریل موٹر وغیرہ کا کوئی انتظام نہ تھا۔ آبادیاں ایکدوسرے سے دور ہوتی تھیں۔ اور سفر کی صعوبتیں اور دشواریاں آپ کے راستہ میں حائل تھیں۔ ایک ان پڑھ انسان سے ایسے اہم اور عظیم الشان کام کا باوجود شدید مخالفت اور انتہائی رکاوٹوں کے انجام پا جانا آپ کی رسالت کی زبردست دلیل ہے۔ آپ نے حیوانوں کو انسان بنایا۔ پھر انسانوں کو مہذب انسان بنایا اور با اخلاق انسان بنایا۔ با اخلاق سے باخدا انسان بنایا اور باخدا کو خدا نما بنا دیا۔ یہ آپؐ کا عظیم الشان زندہ معجزہ ہے۔ جس کی نظیر ابد تک دنیا پیش کرنے سے قاصر رہے گی۔ جب دوسرے مذاہب اور حکومتیں بھی اسلام اور ہادیٔ اسلام کی تاثیرات کا مقابلہ کرنے سے عاجز آگئیں۔ تو مخالفین نے اس شاندار ترقی کی رو کو روکنے کے لئے اسلام اور ہادیٔ اسلام کو بدنام کرنا شروع کر دیا۔ اور جس قدر عظیم الشان انقلاب پیدا کر کے آپ نے دنیا پر احسان کیا تھا اتنا ہی آپ کو دنیا کا دشمن اور بدخواہ قرار دیا گیا۔

(باقی)

از محترمہ امۃ الرحیم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا برکت علی صاحب فائز ان حال قادیان

یہ خدا تعالیٰ کا سراسر فضل و احسان ہے کہ اس عاجزہ کو اپنی پیدائش سے لے کر اب تک حضرت اماں جان سیدۃ النساء حضرت ام المومنین اعلی اللہ درجاتہا کی گود، غلامی اور قدموں میں ایک بڑا وقت گذارنے اور حضرت ممدوحہ کے اخلاقِ کریمانہ اور احسانات بے پایاں کو مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں ذیل میں چند واقعات حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق اپنے مشاہدہ کی بناء پر عرض کرتی ہوں۔

(۱) حضرت اماں جانؓ کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہر بہن یہی سمجھتی تھی کہ حضرت اماں جان کی شفقت و مہربانی سب سے زیادہ اس کے ساتھ ہے۔ اور حضرت ممدوحہ کی زندگی کے واقعات اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ اپنے خدام و خادمات سے نہایت ہی زیادہ محبت شفقت اور رأفت کا برتاؤ فرماتی تھیں۔ یہاں تک کہ ہر عورت و لڑکی آپ کو اپنی شفیق ماں اور مہربان باپ سے بھی زیادہ مشفق و مہربان خیال کرتی تھی۔ جہاں تک اس عاجزہ کے ساتھ حسن سلوک اور شفقت و مہربانی اور احسانات بے پایاں کا تعلق ہے وہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔ ۱۹۲۴ء میں میرا رخصتانہ ہوا۔ سیدہ اطہرہ رضی اللہ عنہا نے کمال مہربانی اور محبت سے اپنے دستِ مبارک سے برکت دیتے ہوئے ایک کاسہ تانبہ کا جو حجم اور وزن میں بہت بڑا اور دیدہ زیب اور خوبصورت تھا عنایت فرمایا اور ساتھ ہی ایک قیمتی ریشمی بٹوا جس میں چاندی کے گھنگرو لگے ہوئے تھے۔ الائچی خورد۔ لونگ۔ چھالیہ اور مٹھائی از قسم شکر پارہ وغیرہ سے پُر کر کے عطا فرمایا۔ جزاھا اللہ احسن الجزاء۔ یہ بابرکت عطیہ ہم نے لمبے عرصہ تک رکھا مٹھائی تو انہی ایام میں استعمال کر لی۔ الائچی خورد تبرکاً سالہا سال تک ہم میاں بیوی کھاتے رہے۔ بلکہ دوسرے لواحقین اور عزیزوں کو بھی دیتے رہے۔ لونگ تو ۱۹۴۷ء تک میرے گھر بیت البرکات میں فسادات تک باقی تھے۔ یہ تبرکات جو ہر آن سیدہ اطہرہ رضی اللہ عنہا کی جود وسخا اور فضل و عطا کی یاد دلاتے تھے۔ افسوس ہے کہ فسادات ۱۹۴۷ء کی دست بردی میں آ گئے۔ کیونکہ اس وقت ہم ایران میں تھے۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا یہ طریق تھا کہ بات بات میں احسن طریق پر سبق دیتی تھیں۔ اور ایک ایک اشارہ میں گھر کے تعلقات کو استوار کرنے کے لئے بنیادیں رکھ دیتی تھیں۔ میری شادی کے تھوڑے عرصہ بعد مرزا صاحب محترم نے کچھ رقم نذرانہ کے طور پر پیش کرنے کے لئے ایران سے روانہ کی۔ خاکسارہ وہ لے کر حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ حضور کے غلام نے نذر پیش کی ہے۔ فرمانے لگیں۔ مرزا برکت علی اور ان کی بیوی اب دو نہیں ہیں۔ تم دونوں کی طرف سے یہ رقم قبول کرتی ہوں۔ حضرت ممدوحہ کے ان الفاظ سے ہمیں زندگی بھر کے لئے ایک قیمتی سبق ملا۔ اس کے بعد ہم نے کبھی بھی ایک کی طرف سے کوئی نذرانہ پیش نہیں کیا بلکہ دونوں میاں بیوی کی طرف سے پیش کیا جاتا رہا۔ سیدہ اطہرہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ سے ہمارے باہمی محبت و اتحاد اور یگانگت کا ایک نیا باب کھلا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۳) میرے والد (حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی) کا گھر محلہ دار الانوار کی طرف جاتے ہوئے رستہ میں آتا تھا۔ سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا آتے جاتے اکثر ہمارے غریب خانہ پر اپنے خدام کی حوصلہ افزائی فرمانے کے لئے قدم رنجہ فرماتی تھیں۔ عزیز مرزا برکات احمد مرحوم حضرت ممدوحہ کی تشریف آوری پر اکثر آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیتا۔ اور نذرانہ کی حقیر رقم پیش کرتا۔ ایک دفعہ جب اس کی عمر صرف پانچ سال کے قریب تھی۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا ہمارے گھر تشریف لائیں۔ اتفاق سے اس وقت آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنے کے لئے کوئی رقم پاس نہ تھی۔ عزیز مرحوم کہیں سے ایک چونی اُٹھا لایا اور دست مبارک کو بوسہ دے کر پیش کر دی۔ جس کو قبول فرماتے ہوئے سیدہ اطہرہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت سے اس کو پیار کیا اور اس پر لطف و کرم کی نگاہ ڈالی۔

(۴) شادی کے بعد کافی عرصہ تک یعنی ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۵ء تک میں قادیان میں ہی مقیم رہی۔ اُس وقت میرے ہاں ایک بچہ ہی تھا۔ حضرت ممدوحہ اعلی اللہ درجاتہا اس دوران میں جب کبھی قادیان سے باہر تشریف لے جاتیں تو واپسی پر عزیز مرحوم کے لئے خاص طور پر پھل۔ مٹھائی اور کھلونے لاتیں۔ اور جب میں ملاقات کی غرض سے حاضر ہوتی۔ تو خادمہ کو ارشاد فرماتیں کہ فلاں فلاں چیز فلاں فلاں جگہ رکھی ہے۔ عزیز کے لئے لے آؤ۔ چنانچہ اپنے دست مبارک سے پیار دے کر مرحمت فرماتیں۔ اور کھانے والی چیز سامنے بٹھا کر کھلانے کا حکم دیتیں۔

(۵) ۱۹۳۸ء کا واقعہ ہے کہ احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے میرے شوہر محترم کو کمپنی کی ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ ساتھ ہی بیماری کا ابتلاء بھی آ گیا۔ ہم سب ایک گونہ تکلیف میں تھے۔ ایک دن میں حضرت سیدہ اطہرہؓ کے دار مقدس میں حاضر ہوئی۔ آپ نے از راہِ نوازش ایک عمدہ ریشمی بٹوا جو آپ کے دست مبارک میں تھا خاکسارہ کو عنایت فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ بیٹی اس میں پاؤنڈ رکھنا۔ اس عاجزہ نے عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ پاؤنڈ ہی عطا فرمائے تا ظاہری معنوں میں بھی آپ کے ارشاد کو پورا کر کے برکت پاؤں۔ اس وقت تو بے کاری اور ملازمت سے فراغت ہے۔ اس پر حضرت ممدوحؓ نے دعا فرمائی۔ خدا تعالیٰ کی شان ہے کہ تھوڑے عرصہ بعد غیر معمولی حالات میں محترم مرزا صاحب عراق میں جلد ہی ملازمت پر بحال ہو گئے۔ میں اس بٹوا کو عراق لے گئی۔ اور وہاں پر اس میں اللہ تعالیٰ نے پاؤنڈ رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ افسوس یہ بٹوا فسادات کے ایام میں دوسری قیمتی اشیاء کے ساتھ ضائع ہو گیا۔

(۶) دوسری عالمگیر جنگ کے شروع ہونے کے بعد جب گرانی زیادہ ہوئی۔ تو مجھے بوجہ خاندان کے وسیع ہونے کے اخراجات پورا کرنے میں تنگی محسوس ہونے لگی۔ میں متعدد بار حضرت ممدوحہ رضی اللہ عنہا کی خدمت بابرکت میں دعا کی درخواست کے لئے حاضر ہوئی۔ لیکن بوجہ حجاب و شرم کے کچھ عرض نہ کر سکی۔ آخر ایک دن حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے خود ہی گرانی کا ذکر فرمایا تو میں نے بھی اپنی مشکل کا اظہار کر دیا۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے دعا فرمائی اور خدا تعالیٰ کا فضل جلد ہو گیا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد محترم مرزا صاحب کا خط عراق سے آیا جس میں تنخواہ کی ترقی کی خوشخبری تھی۔ اور ساتھ ہی الاؤنس کی زیادتی کی بھی اطلاع تھی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس فراخی اور مالی سہولت کے بعد جو محض بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ تھی۔ خاکسارہ کو حضرت ممدوحہ رضی کی خدمت میں متعدد بار نذرانہ کی حقیر رقم پیش کرنے کا موقعہ ملا۔ جو حضرت ممدوحہ نے از راہِ نوازش قبول فرمائی۔ ایک دفعہ جب میں اس غرض کے لئے حاضر ہوئی۔ تو حسن اتفاق سے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ بھی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں۔ میں نے حضرت اماں جان رضی اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے لئے علیحدہ علیحدہ رقم حضرت اماں جان رضی کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے از راہِ غریب پروری اور ذرہ نوازی سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو مخاطب کر کے فرمایا "تمہاری بہن نذر پیش کرتی ہے"۔ اللہ! اللہ! کہاں میں اور کہاں وہ بالا و ذی احترام ہستیاں۔ کہاں آقا اور آقا زادیاں اور کہاں خادمہ یہ سب اسی مقدس ہستی کی ذرہ نوازی تھی ؎

دگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

(۷) جب میں ۱۹۳۵ء میں پہلی دفعہ اپنے شوہر محترم کے پاس بیرونی ممالک میں جانے لگی تو حضرت اماں جانؓ رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی۔ حضرت اماں جان رضی نے محبت و پیار سے رخصت فرمایا۔ بہت سی قیمتی نصائح فرمائیں اور پھر فرمایا "بیٹی دو بچے لے کر آنا"۔ اس وقت میرے دل کی جو کیفیت تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ لیکن خدا کے مقدس نبی کی زوجہ محترمہ (خدا تعالیٰ کے بے شمار سلام وصلوٰۃ اس پر ہوں) کے فرمائے ہوئے الفاظ پورے ہوئے۔ اور بیرون ہند کے اس قیام کے دوران میں میرے ہاں دو بچیاں ہی ہوئیں۔ یعنی عزیزہ امۃ الکریم اور عزیزہ امۃ المجیب سلمہا اللہ تعالیٰ یہ بچیاں میں نے قادیان واپسی پر حضرت ممدوحہ رضی کی گود میں ڈال دیں۔ فرمایا بیٹی! ایک لڑکا اور ایک لڑکی لاتیں۔ میں نے شرم سے سر جھکا لیا۔ اور دبی زبان سے عرض کیا حضور نے دو بچے فرمایا تھا۔ سو خدا تعالیٰ نے ان الفاظ کو پورا کر دیا۔ اور دو لڑکیاں دے دی ہیں۔ لیکن حضرت اماں جان رضی کی لڑکے کی خواہش بھی جلد پوری ہو گئی۔ اور چند ماہ بعد لڑکا بھی پیدا ہو گیا۔ جس کا نام افضال احمد رکھا گیا۔ حضرت سیدہ اطہرہ رضی اللہ عنہا ولادت کی خبر سن کر باوجود پیرانہ سالی اور ضعف کے ماہ نومبر میں جب کہ کافی سردی اور جاڑا تھا علی الصبح خاکسارہ کے غریب خانہ بیت البرکات پر تشریف لائیں۔ مبارکباد اور دعا دی۔ اور کافی وقت گھر میں ٹھہر کر واپس تشریف لے گئیں۔ قضاء الٰہی سے یہ لڑکا کچھ عرصہ بعد فوت ہو گیا۔ تو اس کی وفات پر آپؓ نے گہری ہمدردی اور رنج کا اظہار فرمایا۔

(باقی صفحہ ۸ کالم ۳ دیکھ کے نیچے)

فتنوں سے نجات حاصل کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ!

از مکرم رشید احمد محمود سیکرٹری تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ

چند دن ہوئے کہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی کتاب انوار خلافت کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے احباب جماعت کو فتنوں سے بچنے کا علاج بتلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ دوستوں کو کثرت سے قادیان آتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے قادیان کو مرکز بنایا ہے۔

جب میں نے اس تمام مضمون کو پڑھا تو معاً میرے دل میں خیال آیا کہ انقلاب کی وجہ سے اب حالات بہت بدل گئے ہیں۔ نہ ہی اب کثرت سے قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ ہیں اور نہ ہی خلیفۂ وقت وہاں موجود ہیں۔ اور دوسری طرف جہاں یہ دونوں نعمتیں ملتی ہیں وہاں قادیان کی وہ مقدس بستی جس کی ایک ایک اینٹ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے نہیں ملتی۔ اور ہند و پاکستان کے سیاسی حالات ایسے نہیں ہیں۔ کہ پاکستان سے کثرت سے احمدی قادیان آسکیں اور اپنے ایمانوں کو تازہ کر سکیں۔ اسی طرح بھارت کے رہنے والے احمدی بھی کثرت سے پاکستان نہیں جا سکتے کہ وہاں جا کر اللہ تعالےٰ کے موعود خلیفہ کو مل سکیں اور اس طرح اُن کی خاص دعاؤں اور زیارت کا شرف حاصل کر سکیں۔ اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ مشکلات اور کتنا عرصہ رہیں گی۔ میں اسی سوچ بچار میں تھا کہ کس طرح ان مشکلات کو حل کیا جائے اور کسی حد تک ہماری یہ دقت دور ہو سکے۔ اور پاکستان میں رہنے والے احمدی اپنے مقدس مرکز کے حالات سے واقف ہو سکیں۔ اور بھارت میں رہنے والے احمدی اپنے پیارے خلیفہ کے حالات سے واقف ہو سکیں اور اس طرح یہ خلا کسی حد تک پُر ہو جائے۔

چند منٹ بعد ہی جب میں نے ڈاک دیکھی تو اس میں الفضل کا پرچہ ملا جس میں یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ اخبار بدر جاری کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ اور اخبار عنقریب شائع ہونے لگ جائے گا (یہ اخبار اب خدا کے فضل سے گذشتہ ماہ سے جاری ہو چکا ہے) اللہ تعالےٰ کے ہزاروں ہزار فضل اور رحمتیں ہوں ہمارے پیارے امام و خلیفہ پر جنہوں نے باوجود دوسرے بہت سے اخراجات ہونے کے پھر بھی بدر کو شائع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ایک عرصہ سے جو احمدی دوسری طرف کے حالات سے محروم تھے۔ اب ان حالات سے باخبر ہو سکیں گے۔ جہاں اخبار بدر پاکستان میں رہنے والوں کے لئے قادیان کے حالات شائع کرے گا۔ وہاں وہ بھارت میں رہنے والے احمدیوں کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کو بھی شائع کرے گا اور اس طرح یہ کمی ایک حد تک پوری ہو جائے گی۔

پس میں ہر احمدی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بدر کا خریدار بن کر قادیان سے اپنی عملی محبت کا ثبوت دے۔ کیونکہ آج قادیان ایک لحاظ سے پہلے سے بھی زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان بنا ہوا ہے۔ آج جب اس مقدس مرکز میں دن میں پانچ مرتبہ بلند و بالا سفید مینار سے اللہ تعالےٰ کا نام بلند کیا جاتا ہے۔ تو یہ اُن متعصب اور بے خبر لوگوں کے لئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے تھے (نعوذ باللہ) اور اپنے آپ کو اسلام کا سچا ہمدرد بتاتے تھے چیلنج ہوتا ہے۔ آج اس انقلاب کو لا کر اللہ تعالےٰ نے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے تھے۔ اور اُن کے منکر صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے تھے۔ حضور کو ماننے والے آج بھی خدائے واحد کا نام بلند کر رہے ہیں۔ وہ آج بھی حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کو مشرقی پنجاب میں ظاہر کر رہے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو اپنے آپ کو صدق و سداد پر سمجھتے تھے آج اپنی کمزور ایمانی اور گمراہی کا ثبوت دیتے ہوئے یہاں سے نکل چکے ہیں۔ اور مسجدیں جن میں احمدیوں کے نہ داخل ہونے کے لئے بڑے بڑے بورڈ انہوں نے لگا رکھے تھے آج ان میں سے بعض کی دیکھ بھال بھی احمدیوں کے رحم و کرم پر ہے۔ میرے بھائیو! ہمیں اللہ تعالےٰ کے اس فضل و کرم پر شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اور وہ اس طرح کہ ہم بدر کی زیادہ سے زیادہ مالی و قلمی امداد کریں۔ جتنے زیادہ لوگوں کے پاس بدر پہنچے گا اُسے ہی زیادہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو پا سکیں گے۔

خدا تعالےٰ ہم سب کو جو دنیا کی مختلف آبادیوں میں پھیلے ہوئے ہیں اپنے دائمی اور مقدس مرکز قادیان سے وابستہ رکھے اور اس کی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ————

تحریک درویش فنڈ اور جماعت کے مخیر احباب

موجودہ غیر معمولی مشکلات کے دوران جبکہ حفاظتِ مرکز کے اخراجات ناگزیر ہیں۔ جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء پر منعقدہ مجلس مشاورت میں نمائندگان جماعتہائے احمدیہ کے مشورہ اور حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے قادیان کے مقدس شعائر اللہ کی حفاظت کے سلسلہ میں ہونے والے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے درویش فنڈ کی تحریک جاری کی گئی تھی۔ جس کے متعلق سیکرٹریانِ مال کو زبانی بھی ہدایات دے دی گئی تھیں اور دفتر ہذا کی طرف سے انفرادی طور پر بھی متعدد احباب کو اس کارِ خیر میں حصہ لینے کے لئے چٹھیاں بھجوائی گئیں۔ اور دو چٹھیاں سائیکلو سٹائل کروا کر بھی جماعتوں اور افراد کو ارسال کی جا چکی ہیں۔ مگر اس سلسلہ میں آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے ایک بڑے حصہ نے تاحال اس میں حصہ نہیں لیا۔ قادیان کے مقدس شعائر اللہ کی حفاظت ہر سچے اور مخلص احمدی پر فرض ہے ایسے مخلص دوست جو اس خدمت کو سرانجام نہیں دے رہے یا نہیں دے سکتے انہیں چاہیئے کہ تحریک درویشان فنڈ میں حسب توفیق شامل ہو کر ایک حد تک اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جماعتوں کے صدر صاحبان اور سیکرٹریانِ مال احباب جماعت کو اس تحریک کی اہمیت سے پورے طور پر آگاہ کریں گے۔ اور صاحبِ استطاعت مخیر احباب کے پاس خاص طور پر وعدے لے کر جلد از جلد مرکز میں روانہ فرما دیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

ٹرینڈ استادوں کی ضرورت

نظارت ہذا کو مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے لئے ٹرینڈ استادوں کی ضرورت ہے۔ ماہ اپریل ۵۲ء سے چھٹی جماعت بھی کھل چکی ہے۔ اور اسی طرح آئندہ سال ساتویں جماعت بھی۔ درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی تصدیق کے ساتھ آنی چاہئیں۔ اور ان کے ساتھ کوالیفکیشنز اور تجربہ سابقہ کا مفصل ذکر ہونا چاہیئے۔ پنشنر اساتذہ بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ مگر ساتھ پنشن کے تاریخ پنشن اور عرصہ ملازمت کی وضاحت ضروری ہے۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھجوائیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان مشرقی پنجاب)

کتب سلسلہ کا امتحان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ستمبر ۱۹۰۱ء میں اشتہار "مفید الاخیار" کے ذریعہ احباب جماعت کیلئے کتب سلسلہ کے امتحان کی تجویز فرمائی اور اسکی اہمیت ظاہر فرمائی بعد ازاں نظارت تعلیم و تربیت نصاب مختصر کر کے امتحان کا انتظام کرتی رہی ہے۔ اسی سلسلہ میں آئندہ امتحان نور القرآن حصہ دوم اور توضیح مرام کا ہوگا جو تمام جماعتوں میں آخر ستمبر ۱۹۵۲ء بروز اتوار لیا جائیگا۔ توضیح مرام ان کتب میں سے ہے جو ۱۹۰۱ء میں بطور نصاب مقرر ہوئی تھیں جملہ عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ احباب جماعت کو کثرت سے شامل ہونے کی تحریک فرما دیں اور شامل ہونے والے احباب کی فہرست معہ ولدیت و مکمل پتہ کے نظارت ہذا میں ارسال فرما دیں"۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

بقیہ مضمون صفحہ

بلکہ یہاں تک فرمایا کہ "مجھے اس بچے کی وفات کا بہت ہی صدمہ ہے یہ باپ کی غیر حاضری میں ہی پیدا ہوا۔ اور اس کی غیر حاضری میں ہی چل بسا۔

خاکسارہ نے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی شفقت اور اخلاق عالیہ کے چند واقعات جو میری ذات کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ مختصر طور پر بیان کر دیئے ہیں۔ ابھی صدمہ کی وجہ سے حواس بجا نہیں اس لئے خیالات مجتمع نہیں کر سکتی۔ ورنہ اس مقدس ہستی کا ایک ایک لمحہ اور گفتار و کردار اور ہر حرکت و سکون دلوں میں خدا تعالےٰ کی یاد کو تازہ کرتی اور اخلاق حسنہ و کریمانہ کا بلند ترین نمونہ پیش کرتی تھی۔ بے شک حضرت ممدوحہ روحانی طور پر سب مومنوں کی ماں تھیں۔ لیکن جب ہم آپ کے محبت اور شفقت کے ان تعلقات کو دیکھتی ہیں جن سے آپ اپنی خادمات کو نوازتی تھیں۔ تو ہم آپ کو اپنی حقیقی ماؤں سے بھی کہیں بڑھ کر شفیق و مہربان پاتی ہیں۔

خدا تعالےٰ آپ کے اور آپ کی اولاد کے درجات اور مقام کو بلند فرمائے۔ اور ہر آن بلند فرماتا ہی چلا جائے۔

آمین

جنوبی ہند میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

از جناب [illegible] ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان

نظارت کی طرف سے ابتداءً سالانہ پروگرام تیار کیا گیا تھا جس میں یہ ایک شق یہ تھی کہ ہر سال ایک علاقہ میں خاص طور پر تبلیغی جلسے منعقد کئے جائیں جن میں دوسرے صوبوں کے بعض احباب بھی شامل ہوں تا کہ تمام اطراف ملک میں احمدیت کا پیغام خاص طور پر با خوبی پہنچ سکے۔ اور خاکسار نے اس سال کے لئے دکن اور جنوبی ہند کو ہی تجویز کیا تھا لیکن بظاہر اس کے لئے کوئی سامان نہ تھا۔ مرکز اتنے بھاری اخراجات کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ سامان کر دیا کہ مکرم سیٹھ خیرالدین صاحب امیر جماعت یادگیری نے جلسہ سالانہ کے لئے اپنے اخراجات پر مکرم مولوی محمد سلیم صاحب کو کلکتہ سے بلوانے کی اجازت چاہی اور قریب کے ایام میں ہی کالیکٹ میں آل کیرلہ کانفرنس کا انعقاد بھی ہو رہا تھا چنانچہ ہر دو مواقع سے فائدہ اٹھایا گیا اور احباب کو تحریک کی کہ سکندر آباد۔ حیدرآباد دکن اور جنوبی ہند میں بھی جلسے کروائے جائیں۔ اور پروگرام جلدی اور نزدیک کے مقام سے طے کرنے کی خاطر یہ معاملہ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری کے سپرد کیا گیا جو انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے طے کیا اور وہ پورے حالات سے نظارت ہذا کو مطلع کرتے رہے اور جماعتوں نے بھی خوب تعاون کیا اور فائدہ اٹھایا اس طرح ہزاروں میل کے علاقہ میں بغیر مرکز پر کسی قسم کا بوجھ پڑنے کے یہ تمام جلسے یادگیری۔ تیماپور۔ حیدرآباد دکن۔ مدراس۔ کالی کٹ۔ کنانور کوڈالی۔ پینگاڈی۔ مینگلور اور بنگلور کے مقامات پر بخیر و خوبی منعقد ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اب ذیل میں ان جلسوں کی مختصر روئداد احباب کے علم اور دعاؤں کے لئے درج کی جاتی ہے:۔

۱۔ ترپن ؁۵۳ واں جلسہ سالانہ یادگیری

۱۶؍ اور ۱۷؍ مارچ ؁۵۲ء کو ۸½ سے ۱۲½ بجے شب تک یادگیری کا ترپن ؁۵۳ واں جلسہ سالانہ ہوا جس میں مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل اور مکرم مولوی محمد الدین صاحب مبلغ بمبئی نے بھی تقریریں کیں۔ آلہ جہیر الصوت پہلے ہی جماعت کے پاس ہے۔ مکرم امیر جماعت نے باوجود دائم المریض ہونے کے کئی راتیں جاگ کر اعلیٰ ۔ خدام و انصار کی معیت میں تمام انتظامات کئے۔ بفضلہ تعالیٰ جلسے اس قدر کامیاب ہوئے کہ کبھی نہ ہوئے تھے۔ ہر مذہب و ملت کے سربرآوردہ تجار۔ وکلاء۔ معززین و عوام بکثرت شامل ہوئے۔

اور بہت اچھا اثر لے کر گئے۔ مستورات بھی اسی کثرت سے شامل ہوئیں کہ مزید انتظامات کرنے پڑے۔ رائچور۔ وپڑ درگ۔ شورا پور۔ تیماپور۔ حیدرآباد۔ سکندرآباد۔ ادیگیر۔ چنت کنٹہ اور ورنگل کے احباب جماعت بھی شریک جلسہ ہوئے۔

۱۷؍ مارچ کو دس بجے صبح سے ایک بجے تک تربیتی اجلاس اطفال و خدام کا ہوا۔ مستورات کے لئے بھی پردہ کا انتظام تھا۔ بچوں کی نظمیں اور تقاریر قابل تعریف تھیں۔ بلحاظ ان کی بے خوفی اور طرز استدلال کے۔ ان ہر دو مبلغ صاحبان اور سیٹھ علی محمد الدین صاحب ایم۔ اے نے بھی اس موقعہ پر جماعت کو نصائح فرمائیں۔ ۲۱؍ کو جمعہ میں اور پھر شام کو پبلک جلسہ میں بھی جس کثرت سے غیر احمدی مرد و زن شریک ہوئے۔ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے تقریریں کیں۔ یادگیری میں احمدی اور غیر احمدیوں نے مسئلے مسائل پوچھے اور ہر طرح استفادہ حاصل کرنے میں کسی قسم کی کمی نہیں کی۔

۲۔ بمقام تیماپور

مکرم سیٹھ عبدالحی صاحب جماعت ہائے تیماپور اور شورا پور کی ترقی و اصلاح کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی تجویز پر مبلغین دو دن کے لئے ہر دو مقامات پر گئے ۱۹؍ مارچ کو مسجد تیماپور میں زیر صدارت مکرم مولوی احمد حسین صاحب سعیدی وکیل جلسہ منعقد ہوا جس میں ۸½ بجے شب سے ۱۲½ بجے تک مکرم مولوی محمد سلیم صاحب مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی اور مکرم مولوی محمد الدین صاحب مبلغ کی تقریریں صداقت احمدیت بنیاد مسلم اتحاد اور فضائل نبوی صلعم پر ہوئیں۔ کثیر تعداد میں غیر احمدی مرد و زن حاضر تھے۔ ان پر غیر معمولی اثر ہوا۔ شورا پور میں علاوہ تبلیغی کام کے تربیتی اور وصولی چندہ جات کا کام بھی کیا گیا اور بقایا چندہ وصیت اور درویش فنڈ کی وصولی ہوئی۔

۳۔ بمقام حیدرآباد دکن

۲۲؍ تا ۲۴؍ مارچ ۸½ بجے شب تا قریباً ۱۲ بجے حیدرآباد دکن میں بمقام ترپ بازار بمکان جناب نواب اکبر یار جنگ بہادر جلسے منعقد ہوئے جن میں مکرم مولوی محمد الدین صاحب نے فضائل نبوی صلعم اور پیغام احمدیت پر دلکش تقاریر اور مکرم مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی نے اسلام کے اقتصادی نظام پر۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ اور مخالفین حضرت

مسیح موعود پر دو تقاریر۔ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت اور امکان نبوت فی خیر امتہ اور آنحضرتؐ کی عظیم الشان پیشگوئیوں پر تین تقاریر۔ مکرم مولوی فضل الدین صاحب مبلغ نے سیرۃ آنحضرت صلعم پر۔ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری نے "حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے" کے موضوع پر۔ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے "ہر ایک انسان کے لئے ایک عظیم الشان نعمت" کے موضوع پر اور حضرت عرفانی صاحب نے "ذکر حبیب" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ سمجھدار لوگ اور تعلیمیافتہ طبقہ شریک ہوا۔ جماعت یادگیر کی طرف سے آلہ جہیر الصوت بھیجا گیا تھا۔ تمام اجلاسات بارونق تھے۔

۴۔ بمقام سکندرآباد دکن

۲۵؍ مارچ کو جماعت سکندرآباد دکن کی طرف سے بمقام مشیرآباد ۸½ بجے شب سے ۱۱½ بجے تک بصدارت جناب نواب اکبر یار جنگ بہادر جلسہ منعقد ہوا جس میں مکرم مولوی محمد الدین صاحب مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی اور مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے علی الترتیب "فضائل نبوی صلعم" "اس زمانہ کے ربانی مصلح کی صداقت" اور "حضرت عیسیٰؑ دوران کا نزول" کے مضامین پر تقریریں فرمائیں پانصد کے قریب حاضرین کی تعداد تھی۔ مکرم سیٹھ یوسف الہ دین صاحب و مکرم بشیر الدین صاحب اور دیگر افراد نے بڑی محنت اور دلچسپی سے حصہ لیا اور ہر ممکن جدوجہد کی۔ جلسہ بہت شاندار ہوا اور تقریریں مقبول خاص و عام ہوئیں۔

جلسہ سالانہ لجنہ اماء اللہ

۲۴؍ مارچ کو احمدیہ بلی ہال میں جناب بیگم صاحبہ نواب اکبر یار جنگ بہادر شام کو ۴½ سے ۸½ بجے تک جلسہ ہوا جس میں علاوہ خواتین کے مکرم مولوی محمد الدین صاحب کی "تربیت اولاد" پر اور مکرم مولوی محمد سلیم صاحب کی اس امر پر کہ کس طرح سماجی اعتبار سے مستورات کو جماعت احمدیہ کے وجود کی ضرورت ہے" تقریریں ہوئیں۔ جو بہت مقبول ہوئیں۔ ہال مستورات احمدی و غیر احمدی سے بھرا پڑا تھا۔ خوجہ قوم کی خواتین بھی شامل تھیں۔ مبلغین کرام کے تقریروں کی کثرت کی وجہ سے گلے بیٹھ گئے تھے۔ اس لئے ۲۷؍ مارچ کو آرام دیا گیا۔ اور اگلے روز جمعہ میں مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے جماعت کو تلقین کی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ خرچ کرنے کے لئے آمادہ رہنا چاہیئے۔

۵۔ بمقام مدراس

مدراس میں جلسہ کے لئے کمشنر پولیس سے اجازت لے کر ہال کے حاصل کرنے اور انتظام آلہ جہیر الصوت میں یہاں کی مشکلات و مخالفت کے باعث مکرم علی محی الدین صاحب کو کافی جدوجہد کرنی پڑی۔ مدراس میں ان کے علاوہ صرف دو احمدی گھرانے ہیں یعنی اہل و عیال مکرم پروفیسر محمد صاحب پرنسپل کالج کرنول اور مکرم محمد رفیق صاحب۔ کل افراد تیس ہیں۔

کریسنٹ ہال پانچ روز کی کوشش سے مکرم علی محی الدین نے متعصب غیر احمدیوں سے حاصل کیا۔ اس میں کبھی کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف سخت بدزبانی ہوتی رہی ہے۔ مسلمانوں کے محلہ میں ہونے کی وجہ سے حاضری کافی رہی۔ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے "اسلام اور کمیونزم" پر تقریر کی۔ پہلے سے سوچی ہوئی تجویز کے مطابق ایک لیڈر مولوی نے دوران تقریر میں کہا کہ کمیونزم کی طرف آپ کی منسوب کردہ باتیں غلط ہیں۔ مکرم مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں ابھی کئی روز تک یہاں ہوں آپ مکان پر تشریف لائیں یا میری تقریر کے بعد سوال کریں۔ اس وقت تو معترض مولوی صاحب خاموش ہو گئے لیکن تقریر کا اثر ہوتا دیکھ کر اس سے رہا نہ گیا اور پھر بول پڑا جس سے منع کرنے پر جلسہ میں گڑبڑ ہو گئی۔ پھر مکرم مولوی شریف احمد صاحب کے تلاوت شروع کر دینے پر مجمع بیٹھ گیا بعض کا خیال تھا کہ جلسہ بند کر دیا جائے۔ لیکن مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے اصرار کیا کہ جاری رکھا جائے۔ چنانچہ پھر دس بجے جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس گڑبڑ اور محفوظ رہنے کے بارہ میں مکرم پروفیسر صاحب۔ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب اور ایک غیر احمدی اہلیہ محترمہ علی محی الدین صاحب نے خوابیں دیکھی تھیں۔ مولوی صاحب کی تقریر کے اختتام پر معترض مولوی صاحب کو بھی وقت دیا گیا۔ لیکن اس کی زبان سے یہی الفاظ نکلے کہ کمیونزم نے سب کچھ اسلام سے حاصل کیا لیکن اس کا تشدد آمیز طریقہ صحیح نہیں ہے وغیرہ" صاحب صدر مکرم پروفیسر محمد صاحب نے صدارتی تقریر میں بتایا کہ ہم کمیونزم کے نقائص ظاہر کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ایک سچا مسلمان کمیونسٹ نہیں ہو سکتا۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی تقریر ہستی باری تعالیٰ پر ہوئی۔ جلسہ کی کامیابی پر حاضرین نے مبارکباد دی۔ حاضرین میں ایڈیٹر۔ تاجر اور ہر طبقہ کے لوگ تھے اشتہارات کے ذریعہ منادی کی گئی تھی۔

خطرہ شر کی روک تھام کے لئے کریسنٹ کی مجلس عاملہ کے صدر کو جو مسلمانوں میں مقبول ہیں صدارت کے لئے آمادہ کر لیا گیا چنانچہ ۲۱؍

کو ۷ تا ۹½ بجے شام جلسہ ہوا جس میں مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے "اسلامی رواداری" پر اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے "سیرۃ و سوانح رسول کریمؐ" پر اور مکرم سیٹھ علی محی الدین صاحب ایم۔اے ۔۔۔ سکندر آباد دکن نے بزبان انگریزی "ہم خدا کو کیونکر پاسکتے ہیں" پر تقریریں کیں۔ صاحب صدر کو درمیان میں جانا پڑا۔ اور انہوں نے اپنی جگہ ایک غیر احمدی لیڈر مولوی بہمن صاحب مولوی فاضل بی۔اے کو صدر بنا دیا۔ انہوں نے مقررین کی تعریف کی اور مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری نے مکرم علی محی الدین صاحب کی طرف سے صاحب صدر اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

۲۔ اپریل شب کو مکرم علی محی الدین صاحب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔ کے مکان پر زیر صدارت مکرم سیٹھ علی محمد الدین صاحب ایم۔اے جلسہ ہوا۔ چونکہ دو روز جلسے کامیاب ہوئے تھے۔ اس لئے اندرونی طور پر مخالفت کی گئی جس سے حاضری کم تھی۔ ۳½ بجے رات تک سلسلہ سوال و جواب بھی جاری رہا۔

۶۔ بمقام کالی کٹ

اس علاقہ میں ہر قسم کے مسلمان شدید مخالف ہیں کمیونسٹ اور مسلمان مولویوں کا زور ہے۔ انکے مدارس بھی ہیں اور وہ بزبان ملیالم ٹریکٹ و کتب بھی شائع کرتے رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ایک "قادیانیت پر ایٹم بم" نام کتاب شائع کی۔ کالیکٹ میں کئی ایسے احمدی ہیں جو اپنے علاقہ کے مولویوں وغیرہ کے مظالم سے تنگ آکر یہاں آبسے ہیں دو تین احمدی ایسے ہیں جن کا ان کے وطن میں سخت بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ اور وہ وہاں اپنے بیوی بچوں کو ملنے بھی نہیں جاسکتے۔

یہاں آل کیرلا احمدیہ کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا یعنی ملیالم بولنے والے تمام علاقے احمدیوں کی شوریٰ۔ دور دور سے دوست تشریف لائے ہوئے تھے۔ بعض کے بچے بھی ہمراہ تھے۔ جوبلی ہال جو شہر کے وسط میں ہے حاصل کیا گیا تھا جو اپنی وسعت اور صفائی اور اونچا ہونے کی وجہ سے جاذب توجہ تھا۔ خدام الاحمدیہ کے والنٹیئر سفید لباس میں ملبوس بیج لگائے ہال ہر گیٹ پر متعین تھے جو ہر آنے والے کو "قادیان اور اس کے حالات" مصنفہ مکرم عبد الرحیم صاحب کنانور پیش کرتے تھے۔

۵ راپریل کو جلسہ ہوا جس کی افتتاحی تقریر میں مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے اظہار تشکر

کیا کہ کس طرح باوجود شدید مخالفت کے اس علاقہ میں اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو ترقی دی۔ اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کا ذکر کرکے قربانیوں کی طرف توجہ دلائی۔ پھر مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب فاضل رئیس التبلیغ مدراس نے بزبان ملیالم مبلغین اور مہمانوں کا تعارف کرایا اور بتایا کہ کس طرح جماعت ساری دنیا میں پھیلی ہے۔ اور اسے عملاً خدمت اسلام کا موقعہ ملا ہے۔ پھر اس اعتراض کا ذکر کرکے احمدیوں کو مکہ مدینہ سے محبت نہیں اور بتایا کہ اس مجلس میں تین احمدی حاجی موجود ہیں پھر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے "تحریک احمدیت ایک عالمگیر تحریک ہے" کے متعلق تقریر کرکے محظوظ کیا۔ تقریر کا ترجمہ مکرم مولوی ابو الوفا صاحب مبلغ ملیالم میں کرتے تھے۔ پھر مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے عرب ممالک و فلسطین میں تبلیغ احمدیت پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ علماء شام، فلسطین اور جامعہ ازہر مصر بھی احمدیت کے دلائل کے سامنے ہیچ ہوچکے ہیں۔ اور وہ بھی احمدی مبلغین کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور یہ بھی بتایا کہ احمدی مسلمانوں کے حقیقی بہی خواہ ہیں۔ اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کی ہر ممکن جد و جہد کر رہے ہیں۔ تقریر کا ترجمہ مکرم مولوی احمد رشید صاحب مبلغ کرتے تھے۔ پھر مکرم مولوی ابو الوفا صاحب نے ملیالم میں "النبوۃ فی الاسلام" پر تقریر کی اور اس کے بعد مکرم مولوی عبد اللہ صاحب صدر جلسہ نے ملیالم میں تمام تقریروں کا خلاصہ سنایا۔ اور اجرائے نبوت کا ذکر کیا۔ نیز بتایا کہ کس طرح لوگ احمدیت کے دلائل کے آگے عاجز آچکے ہیں۔ آپ کی تقریر سب لوگ مبہوت ہو کر سن رہے تھے۔ یہ مشہور ہے کہ مولوی صاحب کی تقریر کے اعلان سے ہی کافی اجتماع ہو جاتا ہے۔ ان کو مقبولیت عامہ حاصل ہے۔ بلکہ اس وجہ سے خطرہ بھی ہے۔ ان کے علم و عمل کی دھاک اس قدر ہے کہ بڑے بڑے مخالف علماء ان سے بات کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔

۶ راپریل کو صبح ۳½ گھنٹے تک خدام الاحمدیہ کی طرف سے تمام جماعت کا اجلاس زیر صدارت مکرم مولوی محمد سلیم صاحب منعقد ہوا جس میں مولوی صاحب نے خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض اطاعت امیر سلسلہ کے لئے ہر قسم کا ایثار کرنے وغیرہ امور پر روشنی ڈالی۔ پھر مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب رئیس التبلیغ نے ملیالم میں "ممو استاد" کا نکاح پڑھا۔ اسے قبول احمدیت کی وجہ سے مخالفین نے جوتیوں کا ہار پہنایا تھا۔ پھر مکرم سیٹھ علی محمد الدین

صاحب نے خدام کو قرآن مجید کے مطالعہ اور ذکر الٰہی کی عادت ڈالنے کی تلقین کی اور مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری نے احمدی نوجوانوں کو اپنے آباء کی طرح قربانیاں کرنے کی طرف توجہ دلائی تا مستقبل زیادہ شاندار ہو۔

بعد ازاں جماعت کی شوریٰ ہوئی جس میں مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے ملیالم میں موجودہ حالات۔ مرکز کی مشکلات۔ اور دیگر امور سے آگاہ کیا۔ قیام مطبع کے لئے پانچ ہزار کی رقم جمع کرنے کا خیال تھا لیکن مرکز کی مشکلات کے پیش نظر اس کا ارادہ ترک کر دیا گیا۔

شام کو ۲½ گھنٹے تک جلسہ ہوا۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا جس کی وجہ کمیونزم کے متعلق موضوع تھا مسلمان کمیونسٹ لیڈر اور دیگر لیڈران بھی موجود تھے۔ اطلاع ملنے پر کہ بعض مخالفین کے ارادے نیک نہیں پولیس کا انتظام کرایا گیا "اسلام اور امن عالم" پر مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یادگیری نے تقریر کی جس کا ترجمہ مکرم مولوی احمد رشید صاحب کرتے تھے۔ پھر مکرم سیٹھ علی محمد الدین صاحب کی تقریر انگریزی میں "ہم خدا کو کیسے پا سکتے ہیں" کے موضوع پر ہوئی۔ پھر مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے "اسلام اور کمیونزم" پر دلچسپ تقریر کی۔ پھر مکرم مولوی احمد رشید صاحب مبلغ نے "دجال اور یاجوج ماجوج" پر اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے صداقت حضرت مسیح موعود پر تقریریں کیں پھر ایک گھنٹہ تک مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب مالاباری صدر جلسہ نے احمدیت کی ترقی، علمی دنیا میں اس کا غلبہ، تائیدات الٰہیہ وغیرہ پر غیر معمولی تقریر کی۔

پھر مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے اختتامی دعا کرائی۔

۷۔ بمقام کنانور

۷ راپریل۔ یہاں جلسہ کے انتظامات مکرم امین حامد صاحب صدر جماعت نے انجمن احمدیہ کنانور کے صحن اور باہر کے حصہ میں کئے تھے۔ اور مستورات کے لئے اندرونی حصہ میں انتظام تھا۔ قریب ہی جامع مسجد میں غیر احمدیوں نے ہماری طرح آلہ جہیر الصوت کے ساتھ رات کے بارہ بجے تک ایک جلسہ کا انتظام کیا تاکہ لوگ ہماری طرف نہ آئیں۔ لیکن باوجود اس کے لوگ وہاں نہیں گئے۔ اور ہمارے جلسہ میں ہر مذہب و ملت کے لوگ کافی تعداد میں شریک ہوئے۔

مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل نے مذہب و مادیت پر اور مکرم سیٹھ علی محمد الدین صاحب نے "How can God become real to us" پر تقریر کی جن کے ترجمے مکرم مولوی احمد رشید صاحب اور مکرم عبد الرحیم صاحب کنانور کرتے تھے۔ مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے جماعت احمدیہ کے کارناموں "عشق رسول صلعم اور باوجود مخالفت کے جماعت کی ترقی" وغیرہ پر مکرم امینی صاحب نے "جماعت احمدیہ کے عقائد" پر تقریر کی۔ موخر الذکر کا ترجمہ مکرم مولوی ابو الوفا صاحب کرتے تھے۔ آخر پر صداقتی تقریر میں مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے لوگوں کو قبول احمدیت کی تحریک کی۔

۸ راپریل مخالفین نے پھر آج جلسہ کیا لیکن کل کی طرح ہمارے ہاں ہی رونق رہی۔ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب نے "تحریک احمدیت عالمگیر تحریک ہے" اور مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے "اسلام اور کمیونزم" پر تقریر کی۔

(باقی آئندہ)

قبر کے عذاب سے بچو

۱۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ یعنی جس دن ہم تمام لوگوں کو اپنے اپنے امام کے ساتھ بلائینگے۔ (سورۃ ۱۷، آیت ۷۱)

۲۔ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیہ یعنی جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت کئے بغیر مرا وہ یقیناً جہالت کی موت مرا یعنی اسلام کے پہلے کی جاہلیت زمانہ کے کافر کی موت مرا۔

۳۔ پھر حضورؐ نے امام الزمان کی یہ نشانی بتلائی کہ اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جائیگا اسلامی صدی کے شروع میں ظاہر ہوگا اور اصل اسلام دنیا میں آشکار کرے گا۔

۴۔ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جس کا (ربانی) امام نہ ہوگا شیطان اس کا امام ہوگا۔

۵۔ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اسلام کے ۷۳ فرقے ہوجائینگے سب کے سب جہنمی ہونگے سوائے ایک کے اور جنتی فرقے کی یہ نشانی بتائی کہ ما انا علیہ واصحابی یعنی جو کام آپ اور آپکے اصحاب کرتے تھے یعنی آپ اور آپکے اصحاب کا اصل کام تبلیغ اسلام تھا! اس زمانہ میں تبلیغ کا کام پاکستان و ہندوستان کے علاوہ تمام غیر ممالک میں لباس اسی شان و شکوہ سے صرف احمدیہ جماعت ہی کر رہی ہے، اسکے سوا اور کوئی نہیں کرتا اسلئے حضورؐ کے ارشاد کے مطابق یہی ایک ناجی فرقہ ہے۔

۶۔ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر شخص کی وفات پر منکر و نکیر نامی دو فرشتے آئینگے اور سوال کرینگے کہ تونے اپنے زمانہ کے امام کو مانا یا نہیں۔ ماننے والے کیلئے جنت اور نہ ماننے والے پر اسیوقت سے عذاب شروع ہو جاتا ہے (صحیح بخاری) اس زمانہ کے ربانی امام کی حقیقت معلوم کرنیکے لئے صرف ایک کارڈ روانہ کرنے پر لٹریچر مفت ارسال کیا جاتا ہے۔

عبد اللہ الہ دین۔ الہ دین بلڈنگ سکندر آباد دکن

"ضرورت گریجوایٹ واقفین زندگی"

دفاتر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے لئے چند ایسے گریجوایٹ احباب کی ضرورت ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہوں یا اب وقف کر سکتے ہیں۔

اب تو یہ امر محتاج وضاحت نہیں ہے کہ قادیان کا موجودہ دور تقدیر الٰہی کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے عین مطابق گذر رہا ہے۔ تو وہ دن بھی دور نہیں ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہوا ہے۔ کیونکہ ہر خزاں کے بعد دلفریب بہار آنا لازمی ہے مبارک ہیں وہ جو اس دور خزاں میں رہ کر موسم بہار کی دلفریبیوں کو پائیں گے۔

لہٰذا وہ گریجوایٹ واقفین جو اب تک سلسلہ کے کسی کام پر متعین نہیں کئے گئے ہیں اس اعلان کو دیکھتے ہی اپنے مکمل کوائف سے دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔ نیز جو گریجوایٹ احباب اپنی زندگیاں وقف کرنا چاہتے ہوں۔ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔

وکیل الدیوان تحریک جدید قادیان

"ضرورت ڈاکٹر (سرجن)"

احباب کرام کو علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت احمدیہ شفا خانہ قادیان کامیابی سے بلا تفریق قوم و مذہب و ملت امیر و غریب و امیر خدمت خلق خدا میں شب و روز مصروف و منہمک ہے اور اب ایک اور مزید ڈاکٹر کی اشد ضرورت لاحق ہے۔ جو سرجری (جراحی) میں خوب ماہر و مشاق ہو۔ احمدی ڈاکٹر کے لئے یہ موقعہ زریں ہے کہ ملازمت کے علاوہ ایسے دوست مقدس سرزمین قادیان کے روح پرور ماحول اور اسلامی طرز زندگی کی فضاء سے مستفید و متمتع ہو سکیں گے۔ ہم خرما و ہم ثواب!

اگر کوئی ڈاکٹر پورا وقت نہ دے سکتے ہوں۔ اور سال میں دو تین دفعہ قادیان آسکتے ہوں تو وہ بھی درخواست کر سکتے ہیں۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ سے مزید معلومات حاصل کر کے درخواست بوساطت مقامی یا پریذیڈنٹ بھیج سکتے ہیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

لائبریریوں کے لئے اخبار بدر

مدارس و کالج کے طلباء اور عوام الناس لائبریریوں اور ریڈنگ رومز میں علمی استفادہ کی خاطر آمد و رفت رکھتے ہیں۔ ہم ایسے دارالمطالعہ اور لائبریریوں میں اخبار بدر جاری کرا کے بہت کم خرچ سے زیادہ سے زیادہ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ صرف قادیان میں تین اخبار درکار ہیں۔ مضافات اور پنجاب یا ہندوستان بھر میں جس قدر اضافہ جات لائبریریوں وغیرہ میں رکھے جا سکتے ہیں ظاہر ہے۔ فی الحال ایک سو پرچوں کے اجراء کی تحریک کی جاتی ہے۔ قادیان و نواح کے پانچ کالج و مدارس میں پرچے جاری کئے جا رہے ہیں۔ خاکسار نے تین۔ مکرم مرزا بشیر احمد صاحب درویش اور مکرم مرزا برکت علی صاحب آف آبادان نے ایک ایک پرچہ کی قیمت مہیا کرنا اپنے ذمہ لیا ہے۔ دیگر احباب کرام کو اس کار خیر کے لئے تحریک کی جاتی ہے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

ضروری تصحیح } بدر نمبر ۶ صفحہ ۱۱ پر وصیت ۱۳۰۱۴ کا اعلان ہوا ہے۔ اس کے متعلق محبوب النساء بیگم صاحبہ کے خاوند محمد عبدالجلیل صاحب فیضی کا نام آیا ہے کہ ان کا نام بجائے "محمد عبدالجلیل" کے "محمد عبدالجلیل فیضی" کا اعلان ہونا چاہیئے۔ اسی طرح تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء بجائے ۱۹۵۲ء ہونی چاہیئے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

پروگرام دورہ مرزا ظہیر الدین منور احمد انسپکٹر بیت المال قادیان

از مورخہ $\frac{5}{52}$ ۱۱ تا $\frac{5}{52}$ ۲۹

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدیداران مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ انسپکٹر صاحب بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ماہ مئی ۱۹۵۲ء میں بغرض وصولی چندہ جات و معائنہ حسابات دورہ کریں گے۔ توقع کی جاتی ہے کہ متعلقہ عہدہ داران انسپکٹر صاحب موصوف سے پورا پورا تعاون فرماویں گے۔

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	عرصہ قیام
۱	موتے ہاری مائینز	۱۱ - ۵ - ۵۲	۲ یوم
۲	مہو کھنڈار	۱۳ - ۵ - ۵۲	-
۳	کلکتہ	۱۶ - ۵ - ۵۲	۳ "
۴	بانسرہ	۱۹ - ۵ - ۵۲	۲ "
۵	[illegible]	۲۲ - ۵ - ۵۲	½ "
۶	یاندی	۲۴ - ۵ - ۵۲	۲ "
۷	بھرت پور	۲۶ - ۵ - ۵۲	۳ "

ناظر بیت المال قادیان

پروگرام دورہ مولوی عبدالرحیم صاحب ملکانہ انسپکٹر بیت المال

از مورخہ $\frac{5}{52}$ ۸ تا $\frac{5}{52}$ ۳۰

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدہ داران مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ انسپکٹر صاحب بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ماہ مئی ۱۹۵۲ء میں بغرض وصولی چندہ جات و معائنہ حسابات دورہ کریں گے۔ توقع کی جاتی ہے کہ متعلقہ عہدہ داران انسپکٹر صاحب موصوف سے پورا تعاون فرماویں گے۔

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	عرصہ قیام
۱	پینگاڈی	۸ - ۵ - ۵۲	۴ یوم
۲	منگلور	۱۳ - ۵ - ۵۲	۱ "
۳	کالی کٹ	۱۵ - ۵ - ۵۲	۳ "
۴	منارگھاٹ	۱۸ - ۵ - ۵۲	-
۵	کرناگاپلی	۲۱ - ۵ - ۵۲	۲ "
۶	ستان کولم	۲۴ - ۵ - ۵۲	۱ "
۷	مدراس	۲۷ - ۵ - ۵۲	۱ "
۸	یادگیر	۳۰ - ۵ - ۵۲	۱ "

ناظر بیت المال قادیان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخبارات و رسائل جہاں جہاں سے شائع ہوتے ہیں اور کبھی کبھی آرہے ہوں انہیں ضائع کرنے کی بجائے براہ مہربانی تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضرورت کیلئے بذریعہ ذیل بھیج کر ممنون فرماویں۔ نوازش ہوگی اگر کوئی غریب مخلص کرایہ ادا نہ کر سکے تو کرایہ ادا کر دیا جاوے گا۔ نیز ہر قسم کی کتابیں منگوانے کیلئے ہمیشہ عبدالعظیم تاجر کتب قادیان دارالامان کو خط لکھا کریں۔

مظلوم اسلام

معزز معاصر "الجمعیۃ دہلی" مورخہ ۱۹ راپریل میں مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت بحوالہ اخبار "نوائے وقت لاہور" شائع ہوا ہے کہ

"کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد کتنے تبلیغی مشن باہر بھیجے ہیں جن کا قیام مذہبی ممالک غیر میں اسلام کا پیغام پھیلانے کے لئے کوئی اور عملی قدم اٹھایا قرآن کی اشاعت کے سلسلہ میں ہی کوئی ادارہ قائم کیا گیا ہو۔ .... حکومت ادبی کتابوں پر انعام دیتی ہے۔ خاص قرآن کریم کی اشاعت کے لئے کوئی بورڈ یا فنڈ قائم کیا گیا ہو .... عیسائی مشنوں کے نمونہ پر کوئی سکول قائم کیا گیا ہو۔ غریبوں کے علاج کے لئے کوئی ہسپتال کھولا گیا ہو۔ عیسائی مشنریوں کی طرح مسلمان مبلغین کی تعلیم و تربیت کے لئے کسی ادارے کی بنیاد رکھی گئی ہو ......"

ہمیں معلوم نہیں کہ مندرجہ باتوں کا پاکستان حکومت کے پاس کیا جواب ہے۔ اور آیا اس نے ان سب امور یا ان میں سے بعض امور کے متعلق اپنے مذہبی فرائض کو ادا کیا ہے یا نہیں۔ لیکن ہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے مندرجہ بالا کاموں کی سرانجام دہی کی توفیق احمدیہ جماعت کو بااحسن طریق مل رہی ہے۔ اور احمدی مبلغین اس وقت دنیا کے تمام حصوں اور ملکوں میں منظم صورت میں تبلیغ حق میں مصروف ہیں۔ اور خاص طور پر یورپین ممالک اور ان کے زیر اثر علاقوں پر روحانی یورش کر رہے ہیں۔ اور ہر نیا دن ان کو ترقی اور غلبہ کی طرف تیزی سے بڑھا رہا ہے۔ اس وقت تثلیث کے مراکز میں کئی مساجد احمدیہ جماعت کی طرف سے بن چکی ہیں۔ مثلاً

لنڈن۔ واشنگٹن۔ نیویارک۔ ہالینڈ اور کئی دوسرے مقامات پر احمدیت کے ذریعہ خدا تعالیٰ اور اسکے رسول کا نام بلند ہو رہا ہے۔ جہاں تک قرآن کریم کی اشاعت کا سوال ہے۔ علاوہ اردو میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی بے نظیر تفسیر کبیر کی اشاعت کے انگریزی زبان میں بھی قرآن کریم کی دو جلدیں مع مبسوط دیباچہ کے شائع ہو چکی ہیں۔ اور دوسری یورپین زبانوں میں بھی ترجمہ کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اور یہ تراجم عنقریب طبع ہو جائیں گے۔ مبلغین اسلام کو باقاعدہ ٹریننگ دے کر غیر مذاہب میں تبلیغ کے لئے تیار کرنے کے واسطے بھی اس وقت علاوہ مختلف ممالک میں مقامی انتظامات کے احمدیت کے دو مراکز یعنی ربوہ اور قادیان میں باقاعدہ تعلیمی ادارے ہیں یعنی دارالمبشرین ربوہ اور دارالمبشرین قادیان کام کر رہے ہیں۔ جن میں تجربہ کار علماء مبلغین کو تیار کر رہے ہیں

جماعت احمدیہ کے یہ کارنامے ایسے نہیں جو غیروں کی توجہ کو اپنی طرف نہ کھینچ سکیں۔ چنانچہ مشہور اخبار "الفتح" مصر ۲۰ رجمادی الثانی ۱۳۵۱ھ لکھتا ہے کہ:-

"جو شخص جماعت احمدیہ کے حیرت انگیز کارناموں کو دیکھ کر ان کا صحیح اندازہ لگائے گا وہ اس چھوٹی سی جماعت کے عظیم الشان جہاد کو دیکھ کر یقیناً متعجب ہوگا کہ اس جماعت نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں جو کروڑوں مسلمانوں سے نہیں ہوئے۔"

پھر رسالہ "صوفی" رقمطراز ہے کہ:-

"اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ احمدی جماعت نے ہندوستان سے باہر وہ کام کرکے دکھایا ہے جو کسی ملک کے مسلمانوں نے اس وقت تک نہیں کیا تھا۔"

اسی طرح اخبار پرتاپ لاہور مورخہ ۲۱ رنومبر ۱۹۲۹ء تحریر کرتا ہے:-

"احمدی لوگ تمام دنیا کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ ٹھوس اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والے ہیں"۔

کیا یہ بات حیرت انگیز نہیں کہ احمدیہ جماعت نے باوجود قلیل التعداد اور بے سروسامان ہوتے کے انتہائی مخالفانہ حالات میں اعلاء کلمۃ اللہ کا وہ عظیم الشان کام سرانجام دیا ہے جو اسلامی حکومتیں باوجود اپنی طاقت اسامان اور وسیع ذرائع رکھنے کے بھی نہیں کر سکیں۔ کیا احمدیہ جماعت کا اس اہم کام کی توفیق پانا اس کی صداقت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہونے کی بین دلیل نہیں۔

فہل من مدکر

اخبار بدر کا چندہ

اخبار بدر کا سالانہ چندہ چھ روپے ہے۔ جو دوست (پاکستان) کے خریدار ہیں اپنی رقوم پیشگی بنام محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمائیں۔ اور پاکستانی دوست محاسب صاحب ربوہ کو اپنی رقوم ارسال کرکے مینیجر کو اطلاع بخشیں تا انکے کھاتے میں رقم کا اندراج ہو جائے۔ ورنہ پرچہ کی ترسیل میں تاخیر ہونیکا اندیشہ ہے (مینیجر)

فتح و کامیابی کی کلید

اخبار ریاست دہلی مورخہ ۱۱ راپریل ۱۹۵۲ء تحریر کرتا ہے:-

"حضرت مسیح کا قول ہے" فتح و کامیابی ان کے ہاتھ میں ہوگی جو مرید ان میں آخری وقت تک قائم رہیں گے۔ اس قول کے مطابق جو لوگ ۱۹۴۷ء کے فسادات کی وجہ سے متاثر نہ ہوئے اور اپنے شعائر پر قائم رہے ان کو آئندہ تاریخ میں ہمیشہ ہی عزت و احترام کے ساتھ یاد کیا جائے گا"

یہ خدا تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ احمدیہ جماعت نے مذکورہ بالا دونوں پہلوؤں کے اعتبار سے اعلیٰ اور قابل تقلید نمونہ پیش کیا ہے۔ مغربی اور مشرقی پنجاب میں احمدیہ جماعت کے افراد ہی تھے۔ جو ۱۹۴۷ء میں قتل و غارت۔ لوٹ کھسوٹ اور فتنہ و فساد سے کنارہ کش رہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ غیروں نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ مسٹر ایچ۔ آر۔ وو سپر نمائندہ خصوصی اخبار سٹیٹسمین دہلی مورخہ ۱۶ ر نومبر ۱۹۴۷ء کے پرچے میں لکھتے ہیں:

"تمام غیر مسلم اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ احمدیہ نے اپنی شہرت کو فسادات ۱۹۴۷ء میں حصہ لے کر بٹہ نہیں لگایا۔"

اسی طرح ڈاکٹر شنکرداس صاحب مہرہ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس دہلی اخبار سٹیٹسمین مورخہ ۱۲ رفروری ۱۹۴۹ء میں تحریر کرتے ہیں کہ:-

"احمدی عدالتی ریکارڈ کی رو سے نمایاں طور پر جرم سے پاک ہیں۔ انہوں نے گذشتہ انقلاب اور فسادات میں بھی اپنے ہاتھ فتنہ و فساد میں ملوث ہونے سے پاک و صاف رکھے۔"

اس امر کی تصدیق مغربی پنجاب سے آنے والے ان سینکڑوں بلکہ ہزاروں غیر مسلم پناہ گزینوں سے بھی ہو سکتی ہے۔ جو محض احمدیہ جماعت کے ماننے والوں کی طفیل آرام و سہولت سے اپنی منزل تک پہنچ گئے۔ اس قسم کے واقعات کی بہت سی مثالیں مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے اپنی تصنیف "جماعت احمدیہ کا عملی نمونہ" میں جمع کر دی ہیں۔ جو قابل مطالعہ ہیں۔

دوسرا امر بھی میدان میں آخری وقت تک قائم رہنا۔ اس میں بھی خدا کے فضل سے احمدیہ جماعت نے قابل قدر نمونہ دکھایا ہے۔ آج جبکہ مشرقی پنجاب کے اکثر حصوں سے مسلمان نکل کر جا چکے ہیں۔ بالخصوص مسلمانوں کے مقدس مقامات مشرقی پنجاب میں مسلمانوں اور منتظم مسلمانوں سے خالی ہیں۔ احمدیہ جماعت آج بھی اپنے مرکز میں قائم ہے۔ اور اپنی روایات اور طریق کے مطابق اعلاء کلمۃ اللہ میں مصروف ہے۔ مشرقی پنجاب میں یہ قادیان مقدس کا ہی اونچا اور سفید مینار ہے۔ جس میں کبھی بھی خدا اور اس کے رسول کا نام بلند ہونے سے نہیں رہ گا۔ اور باوجود انتہائی مشکلات اور مصائب کے احمدیت کا جھنڈا اس کے مقدس مرکز میں لہرا رہا ہے۔ اور تبلیغی تنظیمی۔ تربیتی اور تعلیمی سرگرمیاں جاری ہیں۔

کیا ان حقائق سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ کہ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا آج احمدیہ جماعت اور اس کے ماننے والوں کے ذریعہ سے پوری شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ اور آئندہ بھی فتح و کامرانی انہی کے ساتھ ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔